Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ٦٧

اخبارِ احمدیہ

قادیان - ٢٨ر اکتوبر - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ٢٧ر اکتوبر میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ :-

"کل دن بھر حضور کو ضعف رہا اور دوپہر کے وقت بے چینی کی تکلیف بھی ہو گئی - رات دو بجے حضور کو اسہال کی تکلیف شروع ہو گئی - چند بار اسہال ہوئے اور بےچینی اور ضعف بھی رہا"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے پیارے امام کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کام کرنے والی لمبی زندگی بخشے - آمین ثم آمین -

قادیان ٢٩ر اکتوبر - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال ربوہ میں تشریف فرما ہیں - اللہ تعالیٰ سفر حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو - آمین -

قادیان ٢٧ر اکتوبر - جلسہ سالانہ کی تیاریوں کے ضمن میں وقارِ عمل کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے چنانچہ ٢٠ر اکتوبر بروز اتوار اور پھر ٢٧ر اکتوبر بروز اتوار اجتماعی وقارِ عمل ہوا - اور بہشتی مقبرہ کے اندر صفائی کا کام ہوتا رہا -

مغرب میں رُونما ہونیوالے عظیم الشّان رُوحانی اِنقلاب کے آثار !

ایک عیسائی پادری کی طرف سے صداقتِ اسلام کا اعتراف

بدر کے گزشتہ پرچہ بابت ٢٥ر جولائی میں بحوالہ رسالہ الفرقان ربوہ ہم نے وُول وچ کے بشپ ڈاکٹر جان رابنسن اور برمنگھم کے ایک سابق بشپ ارنسٹ ولیم بارنز کی کتب کے بعض اقتباسات پیش کرکے ثابت کیا تھا کہ مغرب میں اب عیسائیت کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں - وہاں کے آزاد خیال محقق تو کجا، خود نامور عیسائی پادری یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ خلائی پرواز کے موجودہ دور میں جبکہ انسانیت دورِ طفولیت میں سے گذر کر سنِ بلوغ کو پہنچ چکی ہے کوئی بھی باشعور اور سمجھدار انسان مروجہ عیسائی عقاید کو قبول نہیں کر سکتا - کیونکہ یہ عقاید بعض ایسی مذہبی اصطلاحات پر مبنی ہیں جو آج سے دو ہزار سال قبل ایک سراسر غیر سائنسی دور میں وضع کی گئی تھیں - موجودہ سائنسی دور میں اپنے لغوی معانی کے رُو سے ان اصطلاحات کا یکسر باطل ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہے - یہی وجہ ہے کہ اب عیسائیت بے اثر ہو جانے کے باعث تسخیرِ قلوب کی اہلیت کھو چکی ہے -

عیسائیت سے بیزاری کے اس جدید رُجحان کے ساتھ ساتھ وہاں ایک اور رجحان بھی پروان چڑھ رہا ہے - اور وہ یہ ہے کہ اس کے بالمقابل اسلام میں لوگوں کی دلچسپی روز بروز بڑھ رہی ہے حتیٰ کہ خود عیسائی پادری جو صدیوں سے اسلام کو بدنام کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے چلے آ رہے تھے اب اس کی صداقت کے اعتراف کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں - چنانچہ حال ہی میں انگلستان میں اسلام پر ایک عیسائی پادری کی کتاب شائع ہوئی ہے - جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دینِ حنیف کی صداقت کا کھُلے دل سے اعتراف کیا گیا ہے - مغرب میں رُونما ہونیوالے عظیم الشان انقلاب کے اس موخر الذکر پہلو کو اجاگر کرنا فی الوقت ہمارے مدنظر ہے -

---

سطور بالا میں ہم نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے وہ ایپسکوپل چرچ سوڈان کے ایک برطانوی پادری مسٹر ڈیوڈ براؤن بی اے - بی ڈی ایم ٹی ایچ کی لکھی ہوئی ہے اور اس کا نام ہے

"نبیٔ اسلام کا بنایا ہوا راستہ"

"The way of the Prophet"

اس میں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضور کے عظیم الشان کارناموں پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"گزشتہ تیرہ صدیوں میں اسلام کی روز افزوں باطنی قوت اس امر پر گواہ ہے کہ محمدؐ کی شخصیت تاریخ کی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہے یقیناً کوئی شخص بھی ایک ایسے انسان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے مکہ کی گلیوں میں ایک عام واعظ کی حیثیت سے اپنے مشن کا آغاز کرنے کے بعد شدید مخالفتوں، ایذا رسانیوں اور مایوسیوں پر فتح پائی - اور پھر وقت آنے پر بڑی دلیری کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور پھر وہاں بیٹھ کر دس سال کے قلیل عرصہ میں عرب کے ایک بڑے حصّہ کو متحد کر دکھایا - اور اپنی مسلم جمعیت کو ایسی مستحکم بنیادوں پر استوار کیا کہ اس کی وفات کے بعد دس سال کے اندر اندر اس کے پیرو شام ایران اور مصر کی عظیم مملکتوں کے مالک بن گئے - یہ اسکندر اور نپولین کی طرح محض ایک عسکری فتح نہ تھی بلکہ یہ کارنامہ تھا اس نبی کا جو خدا کا نام لے کر کلام کرتا تھا - اور اسی کا نام لے کر اپنا ہر قدم اٹھاتا تھا - اور جس نے مکہ کے مغرور اور خود کفیل تاجروں اور صحرائے عرب کے مشرک بدوؤں کو یکساں طور پر عجز و انکسار، خشیتِ الٰہی، نیکی و پارسائی، تقوے و طہارت، صوم و صلوٰۃ اور صدقہ و خیرات کے اوصافِ حمیدہ سے متصف کر دکھایا تھا - جب ہم ان امور پر غور کرتے ہیں تو بے اختیار ہمیں یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہماری ہمدردیاں محمدؐ کا ساتھ دینے پر مجبور ہیں - اور عیسائیت پر محمدؐ کے حملوں سے قطع نظر ہمیں یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ ہماری بعض فطرتی خواہشیں اور تمنائیں عملاً محمدؐ کے وجود میں پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں - ہم میں سے بہت تھوڑے ہوں گے جن کے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہ ہوئی ہو کہ ہم بھی اپنے معاشرہ کی اسی طرح کامیابی سے اصلاح کر سکیں جس طرح محمدؐ نے شدید مخالفت کے باوجود کامیابی سے اپنے معاشرہ کی اصلاح کی - اور کی بھی خدا کے نام پر - اسی لئے مسلمان یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ اسلام دینِ فطرت ہے - یعنی ایک ایسا مذہب ہے جس کے حق ہونے پر انسانی فطرت گواہی دیتی ہو -

اگر صلیب کا واقعہ نہ ہوا ہوتا تو ہمیں مذہب کی ابدی صداقت کے ایک عملی ایڈیشن کے طور پر اسلام کو تسلیم کر لینے میں کوئی پریشانی لاحق نہ ہوتی - لیکن ہمارے اعتقاد کے بموجب کیلوری کی صلیب پر جو ماجرا گذرا اس کی وجہ سے ہمارا پریشان ہونا ایک قدرتی امر ہے ہم مسیح کے مانند نہیں ہیں بلکہ اس کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں - جب ہم مسیح کے نقشِ قدم پر چلنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں - تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ محمدؐ کا راستہ مسیح کے راستہ سے مختلف ہے - اور یہ احساس ہمیں پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے !"

(دی وے آف دی پرافٹ صفحہ ٦٨-٦٩)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں مغرب کے ایک عیسائی پادری کا یہ خراجِ عقیدت اور صداقتِ اسلام کا یہ اعتراف اس امر پر گواہ ہے کہ آج مغرب میں ایک دو طرفہ انقلاب رونما ہو رہا ہے - ایک طرف تو لوگ عیسائیت سے بدظن ہو ہو کر اس سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں - اور دوسری طرف عیسائیت کی بجائے اسلام میں ان کی دلچسپی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے حتیٰ کہ وہ عیسائی پادری بھی جنہوں نے گزشتہ کئی صدیوں میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر آلودہ کتابیں لکھ لکھ کر آپؐ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی، اب اپنے سابقہ نارواتعصب اور ظلم و زیادتی کا اعتراف کرتے ہوئے حق بات کہنے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں - کجا وہ زمانہ کہ عیسائی پادری اسلام کو ظلم و تشدد کا مذہب ثابت کرنے کے لئے اس کی اشاعت کو تلوار کا مرہون قرار دیا کرتے تھے اور ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار دکھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت دلآزار تصویریں چھاپ چھاپ کر نعوذ باللہ آپ کو تہذیب و انسانیت کا دشمن ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے - اور کجا یہ زمانہ کہ خود یورپ کے پادری اپنی کتابوں میں لکھ رہے ہیں کہ قرونِ اولےٰ میں مسلمانوں کو جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ اسکندر اور نپولین کی طرح فوجی نوعیت کی فتوحات نہ تھیں

(باقی صفحہ ١١)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۱/۱۰/۶۳

جلسہ سالانہ میں آپ کی شمولیت

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے متواتر اعلان سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۲ واں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہو رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مبارک اجتماع میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے - اور اگر اس پرچہ کے دوستوں تک پہنچنے اور پھر جلسہ کے لئے اپنے اپنے مقام سے روانہ ہونے کے ایک ایک ہفتہ کو منہا کر دیا جائے تو سمجھنا چاہئیے کہ اس میں صرف ایک ماہ ہی باقی ہے - اس لئے ضروری ہے کہ اس بابرکت سفر کے لئے ابھی سے مناسب تیاری شروع کر دی جائے - اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت سے یہ دن لائے اور احباب کو اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی توفیق دے -

۱۸۹۲ء سے اس مبارک اجتماع کا آغاز مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا - اس سے ایک سال قبل ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء میں آپ نے اس جلسہ کے انعقاد کی احباب جماعت میں تحریک فرمائی - اور اس کے اغراض و مقاصد کو اجمالاً ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :-

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئیے اور ــــــــ اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں -"

اس لئے اس موقعہ پر سب سے پہلے تو ہم اپنے تمام ہم وطنوں کو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں - یا سرے سے مذہب ہی کے قائل نہیں - سب کو اس اجتماع میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں - آپ جماعت کے مہمان ہوں گے - آپ کے قیام و طعام کا تسلی بخش طور پر انتظام ہوگا ضرور تشریف لائیں اور احمدیہ جماعت کو قریب سے ملاحظہ فرمائیں - کیونکہ یہ ایسی جماعت ہے جسے اس بات کی دعوے ہے کہ اس زمانہ میں سچی روحانیت اور خدا پرستی کا زندہ اور تازہ نمونہ ہم میں موجود ہے - آپ اس جماعت کے خیالات سنیں - ان میں چند روز خود رہ کر پیش کردہ باتوں پر غور کریں - جماعت احمدیہ اپنی بنیادی تعلیم کے رو سے تمام مذاہب کا اور ان کے مقدس پیشوایان کا دل سے ادب کرتی اور ان کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے - ان مبارک ایام میں آپ ذاتی طور پر مشاہدہ فرمائیں کہ دیگر مذاہب کے متعلق اور ان کے مقدس بانیان کے بارہ میں اس برگزیدہ جماعت کے خیالات کیا ہیں - اور کس طرح ان کی ہمارا کی جاتی ہے - خدا کے فضل سے اس وقت احمدیہ جماعت کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے - یعنی اس سے مذہبی تعلق رکھنے والے دنیا کے ہر خطہ اور ہر براعظم میں ایک بڑی تعداد میں آباد ہیں اور یہ سلسلہ دن بدن ترقی کرتا چلا جا رہا ہے - اور ساری دنیا میں اس کی شہرت پھیل رہی ہے - اس زمانہ میں یہ روحانی آواز چونکہ اسی ملک کی مقدس بستی قادیان سے بلند ہوئی اس لئے جوں جوں جماعت کی شہرت اکناف عالم میں پھیل رہی ہے اسی جہت سے ہندوستان کا نام بھی روشن ہو رہا ہے - اس لئے ہمارے ہموطنوں پر نسبتاً زیادہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ آواز کو سنیں - اس پر سنجیدگی سے غور کریں - کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ملک میں ظاہر ہونے والے بیش بہا قیمتی خزانہ سے دوسرے ملکوں کے لوگ تو مالا مال ہو جائیں اور آپ ویسے کے ویسے خالی ہاتھ رہ جائیں - انسانی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں - اس لئے مبارک ہے جو اپنی چند روزہ زندگی کے ختم ہونے سے پہلے کسی ایسی آواز پر کان رکھے جو خدا کے نام سے بلند کی گئی اور اس کی صداقت کے نشان چاروں طرف ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں -

کتنے ہیں جو محض کھیل تماشہ دیکھنے کیلئے سینکڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں - اور اپنے گھروں سے کئی کئی روز کا سفر کرتے ہیں - اگر آپ روحانی باتوں کو سننے کے لئے قادیان کا سفر کریں گے تو ہمیں یقین ہے کہ آپ کا یہ سفر بہر حال آپ کے لئے مفید اور بابرکت ہوگا - اس الحاد اور بے دینی کے زمانہ میں اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اس بے خطر راہ کی نشان دہی کی جائے جو اپنے سالکوں کو اطمینانِ قلب اور تسکینِ روح کی منزل تک پہنچانے اور اسے زندہ خدا کی زندہ تجلی نظر آئے تا اس پر اس کا پختہ اور محکم یقین بڑھے - سو مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں جماعت کا یہ سالانہ جلسہ اسی قسم کے نیک مقاصد کو پورا کرنے کا بہترین موقعہ بہم پہنچاتا ہے ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

دوسرے نمبر پر ہم اپنی جماعت کے بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے تو کم و بیش پون صدی سے اس بابرکت اجتماع کے روحانی فوائد کا مشاہدہ کر لیا اس لئے کوشش کریں کہ اس سال کے اجتماع میں عملی شرکت سے آپ محروم نہ رہیں - سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں احباب جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا :-

"جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا - اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم کی عبادت کے ہوتا ہے -"

اگرچہ قادیان ساری احمدیہ جماعت کا روحانی مرکز ہے جس میں حاضر ہو کر ان کے ایمانوں میں تازگی اور قلوب میں جلا پیدا ہوتا ہے لیکن بدلے ہوئے حالات کے تحت ساری دنیا کے احمدیوں کا قادیان آنا آسان نہیں - لیکن ہندوستانی احمدیوں کو قادیان میں آنے کے لئے یقیناً ایسی کوئی دقت نہیں - اس لئے ان حالات میں جبکہ بیرونجات سے اس قدر تعداد میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کا مرکز سلسلہ میں پہنچنا ممکن نہیں اس کمی کو ہندوستان کے احباب کی بکثرت حاضری سے پورا کیا جا سکتا ہے - اس لئے دوستوں کو پوری کوشش کرنی چاہئیے کہ ان کے ہاں سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوست جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے مقررہ تاریخوں پر قادیان پہنچیں

اس جلسہ کی اہمیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل ہدایت سے بالکل واضح ہے حضور فرماتے ہیں :-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں - یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے - اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے - اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں -"

اور خصوصیت سے ہندوستانی احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں اس امر کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا تھا :-

"اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنے کی فرصت حاصل ہو اور تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ"

اس سفر کے اغراض و مقاصد ہندوستانی احباب پر واضح فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا :-

(باقی صـ۱۲ پر)

شکریۂ تعزیت کا پیغام

رقم فرمودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

مندرجہ ذیل پیام شکریۂ تعزیت کا ہر احمدی بہن بھائیوں کے پاس جہاں جہاں اور جس کے پاس الفضل پہنچے ایک امانت ہے اور میری درخواست ہے کہ دیانتدارانہ فرض جان کر اپنے تری دوستوں ہمسایوں کو جن کو اخبار نہ ملتا ہو پہنچا دیں اور جمعہ یا جو بھی اجتماع ہو اس میں جناب امام یا صدر صاحب سنا دیں - تا جنہوں نے کمال ہمدردی اور محبت سے خطوط لکھے - تاریں دیں ان کو میرا شکریہ پہونچ جائے - جزاکم اللہ تعالےٰ میں بوجہ علالت کے نہ خود لکھ سکتی ہوں نہ اس قدر خطوط کا بار کسی دفتر پر ڈال سکتی ہوں جن پر پہلے ہی کام کا کافی بوجھ ہے

(مبارکہ)

برادران و خواہرانِ عزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی تاریں اور خطوط دلی ہمدردی کے دربارہ تعزیت حضرت منجھلے بھائی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملے - اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سب بھی دل کی گہرائیوں سے سچے درد سے ہمارے برابر کے شریکِ غم ہیں مگر مومن کو جب بھی کوئی صدمہ کوئی نقصان جانی و مالی کسی قسم کا بھی پہنچے تو اس کے لئے ہمارے مہربان مولےٰ کریم کا یہی ارشاد ہے کہ وہ یہی کہے انا للہ و انا الیہ راجعون اس کے معنی کسی بھی وفات پر یہ کہہ کر صبر کرنے پر اور اتنا ہی سمجھ لینے پر کہ "ہم بھی اللہ کے ہیں اور اس کے پاس ہم نے بھی جانا ہے" ختم نہیں ہوتے بلکہ یہ سوچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جانب دوڑیں کہ یہ صدمہ یہ نقصان خواہ ہمارے گناہوں اور غفلتوں کا نتیجہ ہے یا تیری اے عالم الغیب مالک یہی مصلحت تھی - بہر حال ہر دھکا کھا کر ہر صدمہ اٹھا کر ہم مایوس نہیں ہوں گے ہم تیری ہی طرف دوڑیں گے - ہم تیرا دامن اور بھی مضبوطی سے تھام لیں گے - ہم تجھے اور زیادہ چلا چلا کر عاجزی سے پکاریں گے - کہ ہم پر اور کرم فرما - ایک نعمت واپس لی ہے تو اور اس سے بڑھ کر عطا فرما دے - آخر ہم تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں - ہمارے گناہوں کو بخش ہماری پکار کو سن - ہم کسی حال میں تیری رحمت سے تیری نظرِ کرم سے مایوس ہونے والے نہیں ہو سکتے - کچھ بھی ہو ہم نے تو تیری ہی طرف لوٹ لوٹ کر آنا ہے - اردو کی ایک زنانہ مثال ہے کہ

"ماں بچے کو مارے بچہ ماں ہی ماں پکارے"

یہی حال مومن کے قلب کا ہونا چاہئیے - اگر مشیتِ ایزدی سے کوئی امر صدمہ پہونچانے والا وارد ہو جائے - تو وہ مایوس ہو کر پیچھے نہ ہٹے - دعاؤں میں سُست نہ ہو - بلکہ ماں ہی ماں پکارنے والے بچہ کی طرح اللہ ہی اللہ پکارتا چلا جائے - اور زیادہ انعام اور زیادہ رحمتیں اپنے مالک اپنے خالق اپنے مجیب و قریب خدا سے طلب کرے - اللہ تعالےٰ ہم سب کے ساتھ ہو

والسلام

مبارکہ

خطبہ جمعہ

پہلے تم خود اللہ تعالیٰ کے عبد بنو اور پھر اُسی مقامِ عبودیت کی طرف دنیا کو لانے کی کوشش کرو

یہی وہ طریق ہے جس سے دنیا میں حقیقی معنوں میں حریت پیدا ہو سکتی ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسانی اعمال اور انسانی حالتوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ

انسان ایسے حالات میں گھرا ہوا ہے

جن کی موجودگی میں صحیح اور حقیقی طور پر اس کی رائے آزاد رائے نہیں کہلا سکتی بلکہ حقیقی آزاد رائے حاصل کرنے کے لئے حقیقی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

صوفیاء کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز میں ایک دور پایا جاتا ہے جس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ راستہ بدل کر چکر کھا کر پھر اسی جگہ پر آ جاتی ہے جہاں تک غور کیا جاتا ہے انسانی ترقی کا بھی یہی معیار ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یولد علی الفطرۃ کہہ کر یہی بتایا ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ فطرۃ اور اسلام کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ خدا کی کامل فرمانبرداری اور سچی خواہشوں کو لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ

گرد و پیش کے حالات اس پر اثر ڈالتے ہیں

پیدائش کے وقت وہ آزاد فطرت لے کر آتا ہے پھر اردگرد کے ان نوعمر کے خیالات، اعمال اور طرح طرح کے حالات رنگ بدل بدل کر اور اس پر اثر ڈال کر اپنے رنگ میں رنگین کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بلوغت کے زمانہ تک جب اس میں شعور اور رائے پیدا ہوتی ہے وہ ہزاروں کڑیوں میں مبتلا اور اسیر ہو جاتا ہے

چھ مہینے چار سال دس سال تک وہ آزاد نہیں ہوتا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ کوئی رائے ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ رائے کا وقت بلوغت کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اور جب یہ وقت آتا ہے اور اس عمر تک پہنچتا ہے تو وہ غلام ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ کہنے کو تو کہہ دیتا ہے کہ میں آزاد رائے رکھتا ہوں لیکن اس نظارہ کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ اس کی

یہ کوئی آزاد رائے نہیں ہوتی

۹۹ فیصدی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری رائے آزاد ہے، ہم میں حریت ہے مگر سچ یہ ہے کہ یہ آزادیٔ رائے یہ حریت لفظوں سے آگے نہیں ہوتی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جیل میں ہو اور جب اس سے کہا جائے کہ تو جیل سے باہر نکل آ۔ اور وہ یہ کہے کہ میں جیل سے باہر نہیں آتا اس لئے کہ میری رائے آزاد ہے اور اس آزادیٔ رائے کا یہ فیصلہ ہے کہ جیل سے نہ نکلوں۔ تو کون عقلمند اس کو آزادیٔ رائے کہے گا۔ یہ تو غلامی ہے اور اسیری ہے۔ اسی طرح ایک انسان جو حقیقت سے دور ہے وہ آزادیٔ رائے کہہ کر حقیقت سے دور ہو جاتا ہے

آزادیٔ رائے تب ہوتی

کہ وہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ ہوتا۔ وہ زنجیریں جو بچپن سے دوسروں کی رائیں سننے سے اور ان کے اثر سے پیدا ہوئی ہیں وہ زنجیریں جو مختلف نظاروں کے دیکھنے اور کانوں کے ذریعہ بہت سی باتیں سننے کا اثر اس کی فہم و فراست پر چھوڑ گئی ہیں اور اس وقت سے یہ اثر پیدا ہو رہا ہے جب اس نے فہم و ذکا سے حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن جب اسے کہا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں غور کرو اور سوچو تو کہہ دیتا ہے کہ میں حریت رائے کا پابند ہوں۔ دوسروں کی رائے کا پابند نہیں۔ میں ذہنی غلامی نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ ہزارہا زنجیروں میں گرفتار اور پابند ہے۔ لیکن اگر وہ سوچنے لگتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ فی الحقیقت میری رائے اردگرد کے حالات اور اثرات کا نتیجہ ہے۔ مجھ کو خود خالی الذہن ہو کر فکر کرنا چاہیئے تو وہ ان غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزادی کی طرف آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے صرف ان خیالات یا اعتقادات کو محض اس لئے نہیں مان لینا چاہیئے کہ مجھے ورثہ میں ملے ہیں یا میرے ہم نشینوں کی صحبت کا اثر ہیں تو وہ پھر

فطرتِ اسلام پر لوٹتا ہے

اور یہی وہ دور ہے جس کی طرف صوفیا اشارہ کرتے ہیں اور یہ دور روحانی ترقیات میں بھی آتا ہے۔ اور اسی دور کے بعد انسان ترقی کے مدارج شروع کرتا ہے۔ پس اہم سوال یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں اور فکر کریں کہ کیا ہم غلامی کی قیود اور زنجیروں میں تو مبتلا نہیں جو محض انسان کے ان خیالات کا نتیجہ ہیں جو اردگرد کے حالات اور اثر نے پیدا کئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو کیا طریق ہے کہ ہم اس قید سے آزاد ہوں

بظاہر

یہ ایک مشکل سوال ہے

اور ایسا سوال ہے کہ اس کا حل نظر نہیں آتا۔ اور جب تک حل پیدا نہ ہو دنیا کی نجات کا حل بھی نہیں ہو سکتا۔ میں سچ کہتا ہوں لوگ کبھی کسی عقیدہ پر جمع نہ ہوں گے۔ جب تک کہ یہ کڑیاں دور نہ ہوں۔ جب تک اس طوق و سلاسل میں انسان گرفتار رہے وہ حقیقی طور پر حریت حاصل نہیں کر سکتا۔

کوئی ایسی پیدائش تو نظر نہیں آتی کہ انسان ۱۸ یا ۲۰ سال کی عمر میں پیدا ہو جب کہ عقل اور شعور کی قوتیں نشوونما پا رہی ہوں اور اس میں فکر و عقل پیدا ہو چکی ہو۔ مگر وہ ان قیود سے آزاد ہو جو اردگرد کے حالات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ انسان پیدا تو آزاد ہوتا ہے اور جب رائے کا وقت آتا ہے اس وقت تک غلام ہو چکا ہوتا ہے۔

بظاہر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے گھر میں ہو جہاں نیک اور متقی لوگ ہوں اور ان کے خیالات کا اثر اور ان کے اعمال و افعال کی تحریکیں اس پر ہوتی رہی ہوں اور وہ ان کے اثرات کے ماتحت نیک بھی ہو لیکن میں پھر بھی اس کو آزاد نہیں کہتا کیونکہ وہ نتیجہ انہی گرد و پیش حالات کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص غلام ہو کر بھی اعلیٰ رائے رکھتا ہو اور یہ اسی حد تک ہو گا مگر غلامی کی قید سے آزاد نہیں۔ اور اس کو حریت نصیب نہیں۔ آزاد رائے تب ہی ہو گی جب خود تحقیق کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچا ہو۔ اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ شریعتِ اسلامی نے ایک نکتہ بتایا ہے کہ آزادیٔ رائے کس طرح پیدا ہوتی ہے اور

یہ راز سورۂ فاتحہ میں بیان کیا گیا ہے

اگر غور کیا جاوے کہ دنیا کی ساری غلامیاں کس طرح پیدا ہوئی ہیں تو اس کی ایک ہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان کے ذاتی فوائد و خودغرضی کا نتیجہ غلامی ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے مطلب کے مطابق دوسرے لوگوں کو ڈھالتا ہے۔ اور ہر ایک ایسی کوشش کرتا ہے کہ اس کے لئے ایسے لوگوں کا اتباع یا ایسے لوگوں کا اثر غلامی کی تعریف پیدا کرتا ہے۔

پس آزادی اور حریت کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ ایک ہی ہے کہ کم از کم خدا پرست لوگوں کے دلوں میں یہ بات پیدا کی جاوے کہ جب تک

تحقیق کا موقعہ

نہ ملا ہو اپنے خیالات کو اپنے خیالات نہ سمجھیں اور اپنے معاملات کو خدا کے سپرد کر دیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہم سے کوئی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔ سب چیزیں اسی کی محتاج ہیں اور اس کو کسی کی غلامی کی ضرورت نہیں اس لئے سورۂ فاتحہ میں فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

پس جب انسان اپنے خیالات کو خدا کے سپرد کر کے تحقیق کا ایک دروازہ کھولتا ہے تو اس کی غلامی کی زنجیریں ٹوٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اس میں حقیقی عبودیت کا مفہوم پیدا ہونے لگتا ہے اور وہ سچے معنوں میں عبداللہ کہلاتا ہے۔ اگرچہ عبداللہ کے معنی ہیں اللہ کا غلام۔ مگر اس غلامی کی وہ حقیقت نہیں جو انسانی غلامی کی ہے۔ اس لئے کہ انسان دوسرے کو غلام بناتا ہے اپنے فوائد اور اغراض کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی غلامی اس کو ہر قسم کی

غلامی سے آزاد

کر کے صحیح معنوں میں حریت عطا کرتی ہے اور اس کو عبودیت کہتے ہیں بلکہ اگر زیادہ غور کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ دراصل (گو ادب ایسا کہنے کی اجازت نہیں دیتا مگر مفہوم کو واضح کرنے کے لئے کہتے ہیں) خدمت تو خدا کرتا ہے اور وہ خدمت مجبوری کی نہیں بلکہ محبت اور تفضل کی ہے۔ جیسے ماں کرتی ہے وہ سب بچہ کی محبت کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح خدا جس نے ماں کو بھی اس لئے پیدا کیا کہ وہ بچہ کی محبت سے خدمت کرے) کی خدمت جس کا نام ربوبیت ہے محبت اور رحم کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقتاً ہمارے تمام فوائد اس نے خود اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں اور اس کے

رحم اور تفضل کے بغیر

ہم زندہ ہی نہیں رہ سکتے۔

پس عبداللہ کا لفظ کامل حریت اور آزادی کو ظاہر کرتا ہے اور الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین میں اس کی طرف اشارہ ہے

اب یہ بات صاف ہو گئی کہ

کامل حریت عبودیتِ الٰہی میں ہے

پس اگر یہ مسئلہ تمام دنیا کو سکھا دیا جاوے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام مذاہب میں جو خدا کا اقرار کرتے ہیں یہ مسئلہ یکساں ہے کہ تمام انسانوں کو ہر امر کا فیصلہ خدا سے جاننا چاہیئے تو دنیا میں حقیقی حریت پیدا ہو سکتی ہے۔ تم خود عبداللہ بنو اور پھر اسی مقام عبودیت کی طرف دنیا کو لاؤ۔ تب نہ صرف تم آزاد ہو گے بلکہ دنیا کو آزادی کی طرف لانے والے بھی ہو جاؤ گے

عالم سے عالم اور فلاسفر سے فلاسفر بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ فلاں خیال میں نے خود پیدا کیا ہے جب اس کی تحقیقات کی جاوے گی تو وہ اردگرد کے حالات اور اثرات کا نتیجہ ہو گا۔ بہت ہی کم ایسے خیال یا انسان ثابت ہوں گے جنہوں نے خدا سے سیکھے ہ

(باقی صفحہ پر)

سیدی حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ۔ ربوہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق چندان باتوں کو قلمبند کرنا چاہتا ہوں جو زیادہ تر خاص میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں بوجہ مسلسل بیمار رہنے کے ۱۸۹۷ء میں تحریری بیعت ہی کر سکا تھا اور باوجود اس کے کہ میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں مضامین بھی لکھے اور کتب بھی لکھیں لیکن بوجہ بیماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے معذور رہا۔ تا آنکہ لاہور اور سیالکوٹ میں حضور انور کی زیارت ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ اور حضور کی تقاریر سنیں۔

زلزلۂ کانگڑہ کے بعد مکرم مولوی غلام رسول صاحب آف تنگہ ضلع گجرات کی رفاقت میں دارالامان حاضر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شرف نماز ظہر کے وقت ہونے والا تھا اسلئے صبح ہی ہم نے چاہا کہ صاحبزادگان سے ملاقات کر لی جائے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ میاں بشیر احمد صاحب سکول جانے کے لئے نیچے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں گول کمرے کے ساتھ کی سیڑھیوں کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ آپ اپنا بستہ اٹھائے نمودار ہوئے سلام و مصافحہ کے بعد سلسلۂ کلام میں ہمارے سوالات کا مختصر جواب دیتے رہے۔ اپنی عمر ۱۳۔۱۴ سال اور نویں جماعت میں تعلیم پانا بتایا۔ ماشاء اللہ جسمانی لحاظ سے آپ قوی وجسیم نظر آئے جس کے مطابق ایک صاحب نے

"یہ جلد جلد بڑھے گا"

آپ پر چسپاں کیا تھا۔

اس کے بعد جب میں دفتر بدر میں کام کرتا تھا تو ظہر و عشاء کے درمیانی وقت میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ وغیرہ احباب تو میرے پاس آجایا کرتے مگر آپ کبھی نہیں آئے۔ البتہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں ایک بار مجھے اپنے رہائشی کمرے میں بمعیت میر صاحب باصرار لے گئے اور وہاں چائے فروٹ وغیرہ سے تواضع کی۔ اور پھر ان کے گھر سے کئی بار تازہ پھل یا کسی عید پر بطور تحفہ و ہدیہ کچھ بھجوایا جاتا رہا۔ ایک بار میر صاحب کے ساتھ ہم سیر کو نکلے اور تکیہ مرزا کمال دین مجھے دکھانے لے گئے۔ وہاں کنواں چل رہا تھا۔ صاحبزادہ صاحب وضو کرنے لگے۔ اور کہا کہ نماز پڑھ لیں۔ پاس ہی ایک پختہ تھڑا تھا جو بطور مسجد استعمال ہوتا تھا۔ کہنے لگے ہم تین ہیں باجماعت نماز ہوگی۔ اور مجھے امامت صلوٰۃ کے لئے باوجود میرے انکار کے آگے دھکیل دیا۔

جب آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے میرا لاہور جانا ہوا۔ ہوسٹل میں آپ کی ملاقات کے لئے گیا۔ وہاں آپ اک کمرے کی پارٹیشن میں تنہا تھے۔ آپ کو خاموش اداس سا پایا۔ آپ قادیان سے باہر رہنے کو پسند نہ کرتے تھے مگر تکمیل تعلیم کے لئے مجبوری تھی۔ چنانچہ ایم اے کی تیاری قادیان ہی میں رہ کر کی۔ آپ تنہائی پسند تھے۔ اور تالیف و تصنیف میں مشغول رہتے۔ چنانچہ احمدیت و اسلام کے متعلق ہر قسم کی کتابیں تالیف کر کے شائع کر دی ہیں۔ جن کی تفصیل اخبارات میں آپ سے متعلق مضامین میں آچکی ہے۔

سیرۃ خاتم النبیین میں بعض مشکل مراحل کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے حل کیا جس پر دوسرے مصنفین قادر نہیں ہو سکے۔ سیرۃ المہدی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ اور اس میں جو روایات آپ نے خصوصاً بمانی البیت کے متعلق لکھیں وہ کسی دوسرے کا کام نہیں ہو سکتا۔ کئی بیرونی اصحاب سے بھی روایات قلمبند کر لی ہیں۔ فرمایا کرتے۔ میں تو جمع کر دینا چاہتا ہوں تنقید بعد میں ہوتی رہے گی۔

آپ نے احمدیت کے خصوصی مسائل کی نسبت جو دلائل اپنی تالیف میں جمع کئے وہ نہایت جامع ہیں اور کارآمد۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ کی تاریخ بھی عمدہ طریق سے قلمبند فرمائی۔ ایک دفعہ آپ نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں مضمون لکھا تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت کے عقائد صرف خلیفۂ وقت لکھے۔ ہاں اپنے عقائد کے نام سے مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

آپ شاعر بھی تھے مگر اس کی طرف زیادہ دھیان نہیں دیا۔ میں نے اپنے گاؤں گولیکی سے قادیان آتے ہوئے ریل میں ریل پر ہی ایک نظم کہی جو میں نے قادیان پہونچتے ہی چھپوا دی اس کے ایک مصرع پر نشان کر کے آپ نے میرے پاس بھجوایا۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مصرع کسی دوسری بحر میں ہے۔ اور یہ مغالطہ اکثر بڑے بڑے خصوصاً آجکل کے شاعروں کو لگ جاتا ہے۔ جو مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن اور مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن دونوں بحروں میں فرق نہیں کر سکتے۔ میں آپ کی اس باریک بینی پر عش عش کر اٹھا۔ حالانکہ میں نے علم عروض سبقاً حاصل کیا تھا اور آپ فطرتی شاعری فرماتے تھے۔

قادیان سے جو اخبار یا ماہوار رسالے شائع ہوتے ان سب کی مینجری اور بعض کی ایڈیٹری میرے ذمہ تھی۔ یہ سب تجارتی صیغوں کے رنگ میں چلائے جاتے تھے۔ اس لئے ہر ایک کا حساب کتاب آمد و خرچ الگ الگ رکھا جاتا اور نقد و بل کے لئے ہر ایک کے لئے دس بارہ رجسٹروں کی خانہ پُری ہوتی۔ گویا چھ دفتر اور متعدد محرر تھے ہر ایک کی پرسنل تنخواہ تھی اور زائد کام کے لئے الاؤنس دیا جاتا اس طرح میرا بھی کچھ الاؤنس ہر ایک کے لئے الگ الگ تھا جس اخبار یا رسالے کے فنڈ میں روپیہ نہ ہوتا۔ اس کا بل ماہواری بعد میں منظور ہوتا اور پھر ادا ہوتا۔ اس طرح بہت دقت پیش آتی۔ صاحبزادہ صاحب نے اپنی نظارت اعلیٰ کے زمانے میں ان سب کو یکجا کرا دیا۔ دفتر کا نام طبع و اشاعت رکھا اور مجھے ناظم قرار دیا۔ اور سب الاؤنس جمع کر کے ایک رقم مقرر کر دی اور فنڈ بھی ایک کر دیا البتہ حساب کتاب سب پرچوں کا الگ الگ رکھا جاتا تاکہ نفع و نقصان معلوم ہوتا رہے۔ مطبع کا کام بہت وسیع تھا۔ اس کے لئے کوئی الگ محرر نہ تھا۔ اس کے انتظام اور سامان طباعت کی خریداری، کاغذ وغیرہ کا ذخیرہ میں ہی کرتا۔ اور حساب کتاب رکھتا۔ محرروں میں سے کوئی پاس نہ تھا مگر انہی سے کام چلانے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دائم المرض ہونے کے باوجود دی۔ جب حضور مسند خلافت احمدیہ پر متمکن ہوئے تو ایڈیٹری کے لئے حضور کی اجازت سے میں نے آپ کا نام لکھا۔ ان دنوں پیغام والوں سے بحث مباحثہ تھا جو سب خدمت میں بجا لاتا۔ آپ نے اس میں کبھی دخل نہ دیا۔ نہ کبھی ہدایت فرمائی۔

جب آپ لاہور سے ربوہ آنے لگے تو میں جو اس وقت لاہور میں آچکا تھا آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ میں نے یہ شکوہ گوش گذار کیا کہ قادیان ہم سے چھٹ گیا۔ فرمایا اللہ سے آٹھ نو سال زندگی طلب کرو۔ اور اس کی قدرت نمائی دیکھو کہ اتنی مدت میں قادیان آمد و رفت کی راہ کھل گئی۔ یعنی اسی عرصہ میں پاسپورٹ پر آمد و رفت شروع ہو گئی۔ آپ الہام ﴿وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ﴾ سے استدلال کرتے تھے

جب میں حسب ارشاد حضور ربوہ ستمبر ۱۹۵۶ء میں آگیا تو آپ سے ملنے گیا۔ دربان نے بتایا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ میں نے اسے ایک پرچی پر اپنا نام لکھ کر دیا۔ کہ یہ پہنچا دو۔ آپ فی الفور باوجود ناسازی طبع باہر نکل کر دروازہ تک تشریف لائے۔ اور مجھے بازو سے سہارا دئے اندر آ کر مسکراتے ہوئے فرمایا چارپائی مع تکیہ بھی ہے اور یہ کرسی بھی ہے۔ میں کرسی پر خلاف معمول خود بیٹھ گیا۔ آدھ گھنٹہ تک باتیں ہوئیں پھر میں نے رخصت طلب کی تو آپ اٹھ کر مجھے سہارا دیتے ہوئے میرا بازو پکڑے بیرونی دروازے تک آئے جب آپ کے خادم نے مجھے سہارا دینا چاہا تو فرمایا ہٹ جاؤ یہ میرا کام ہے۔ سَلامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ مَاتَ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

میں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو خواب میں آپ کو دراصل بھی دیکھ کر اس وقت جو اشعار کہے وہ چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ میں نے محترم قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ پر ان کو چسپاں کیا مگر تقدیر نے کچھ اور دکھایا۔

ایک دو باتیں اور یاد آئیں ایک تو یہ کہ جب بھی آپ لوکل امیر مقرر ہوئے میری عیادت کیلئے بذات خود برفاقت محترم مرزا عزیز احمد صاحب تین چار بار میرے کوارٹر پر پیدل آئے۔ اور پرسان حال ہوئے اور یوں عموماً میری صحت کے متعلق بذریعہ محترم مرزا عزیز احمد صاحب وغیرہ دریافت کرتے رہے اور خود اپنی بیماری میں دعا کے لئے خاص آدمی زبانی یا رقعہ دے کر بھجواتے رہے۔ ایک بار میں نے رؤیا میں آپ کو نہر میں نہاتے ہوئے سر نکالے دیکھا۔ آپ کے سر کے بالوں اور چہرے سے قطرے موتیوں کی طرح ٹپک رہے تھے جن میں سورج کی شعاعوں نے رنگ بھر کر ایک عجیب دلکش منظر بنا دیا۔ اور میں السلام علیکم اور یہ کہتے ہوئے گذرا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے چہرۂ مبارک سے قطرات ٹپکتے نظر آئیں گے جیسے ابھی غسل کر کے آئے ہیں اس کی مماثلت آپ کو بھی ملی ہے

ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ آپ ایک لاؤڈ سپیکر پر منہ رکھے تقریر فرما رہے ہیں

حکم است ز آسماں بزمیں مے رسانمش

اس کے بعد آپ کی تقریریں جلسہ سالانہ میں کلمات طیبات و ارشادات سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام پر ہوئیں

ایک بار میں نے ایک رشتے کے متعلق مشورہ کرنے قادیان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن سے رشتہ کرنا تھا میں نے انکے صوم و صلوٰۃ کی تعریف کی۔ فرمایا یاد شادی کے معاملہ میں یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ وہ حقوق العباد اور سلوک زوجیت میں کیسے ہیں کیونکہ ایسے بعض بزرگ اس خصوص میں کچھ زیادہ توجہ دینے والے نہیں ہوتے۔ المستشار موتمن میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا مگر یہ نقص ان میں ضرور پایا جس سے آپ کی فراست ظاہر ہوئی آپ نگران بورڈ کے صدر ہوئے تو میں نے کئی بار اصلاحی امور کے متعلق لکھا آپ نے فوراً توجہ فرمائی اور اپنے قلم سے جواب دئے

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۲ واں جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸۔۱۹۔۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۲

مباہلہ سورو اور اُس کے اہم نتائج!

از مکرم مولوی ہارون رشید صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک اڑیسہ

مولوی عبدالقدوس صاحب مرزاپوری

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں سورو کے عوام کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے اور مباہلہ کے لئے آمادہ کرنے میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے بعد مولوی عبدالقدوس صاحب نے اہم پارٹ ادا کیا اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے کہنے پر انہوں نے غیر احمدیوں کی طرف سے پیش کردہ فہرست مباہلین پر دستخط کئے۔

مولوی عبدالقدوس صاحب دراصل مرزاپور کے باشندہ ہیں۔ بھدرک کے محلہ شنکرپور کی مسجد کے امام الصلوٰۃ ہیں۔ اور عیدین کی نمازیں بھی عیدگاہ میں پڑھاتے ہیں۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کا شاگرد اور منظور نظر ہونے کی وجہ سے بھدرک اور دھام نگر کے معزز تعلیم یافتہ لوگوں میں ان کی عزت تھی۔ بالخصوص میاں فیملیز کے لوگ خاص عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے۔ مجالس وعظ وغیرہ میں وہ لوگ ان کو مدعو کرتے اور بہت قدر کرتے تھے۔ لیکن جب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے ساتھ وہاں کی پبلک کے تعلقات خراب ہوتے تو جہاں ان لوگوں نے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو ذلیل و خوار کیا۔ اسی لپیٹ میں مولوی عبدالقدوس صاحب بھی آ گئے۔ اور ان کی بھی حد درجہ ذلت ہوئی۔ اور تمام وہ القابات جلیلہ اور دشنام طرازی جو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے حق میں روا رکھی گئی۔ مولوی عبدالقدوس صاحب کو بھی وافر حصہ اس کا دیا گیا۔ بلکہ کئی ایک ٹریکٹ تو مولوی عبدالقدوس صاحب کو ہی مخاطب کر کے لکھے گئے اور ان اشتہارات میں اس قدر ان کی ذلت اور اہانت کی گئی کہ الامان والحفیظ۔

یہ اشتہارات تو بے شمار ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ بطور نمونہ مشتے از خروارے چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ ناظرین اس امر کو ذہن نشین رکھیں کہ یہ حوالے جن اشتہارات سے ماخوذ ہیں وہ سب محفوظ ہیں۔

مولوی عبدالقدوس صاحب کو لکھا جا رہا ہے

۱۔ "آپ کے اقوال و افعال اس قابل نہیں کہ آپ سے اس کے متعلق بات چیت کی جائے۔ جو مسندِ افتاد پر بیٹھا ہو مگر یکطرفہ کلام و فیصلہ کرے۔ اس لائق نہیں"

"کیا امانت و دیانت اسی کا نام ہے"

ناظرین کو یاد ہو گا کہ مولوی عبدالقدوس صاحب نے اپنے استاد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کا اشارہ پا کر بلال کے خلاف فتوے دیا تھا۔ اوپر کے حوالہ میں اسی کا ذکر ہے۔

۲۔ "مگر فتنہ و فساد کے بانی آپ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبان ہیں یا نہیں یہ آپ لوگوں کے افعال سے ظاہر ہے"

۳۔ "یہ میرے مولانا صاحب (مشتہر کا اشارہ مولانا احسن الہدیٰ صاحب کی طرف ہے) کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں خواہ مخواہ مضمون پر مضمون اور عبارت پر عبارت ان کے نام لکھنا یہ آپ کی حماقت اور بے شرمی کا ثبوت ہے (بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن) آنکھوں میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ دماغ کے علاج کرانے کی شدید ضرورت آن پڑی ہے"

۴۔ "آپ اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں آپ لوگوں کی ہٹ دھرمی غیر مناسب ہے کیونکہ زمانہ سلف سے آج تک کفر و فساد اسی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہے۔"

۵۔ "جناب مولوی عبدالقدوس صاحب احسن اللہ احوالکم واقوالکم وافعالکم جناب کا چھوٹے منہ میں بڑا لقمہ۔ اول تو مولانا احسن الہدیٰ مدظلہ کے خادموں سے میدان فتح کیجئے۔ بعد میں مولانا موصوف سے مخاطب ہونے کی جرأت کریں۔ وہ تو آپ سے کلام بھی مصلحتاً پسند نہیں کرتے حضرت آپ میں تو حقیقتاً علم مفقود محسوس ہوتا ہے (یعنی آپ جاہل ہیں۔ ایک مولوی کی خوب عزت کی ہے) مگر جو غیر موجود ہے اس پر آپ کو گھمنڈ ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ الہیات اور آپ کا فہم! دفنو بنائیے۔ قلب و باطن تو غیر اللہ کے ذکر میں مبتلا ہو اور زبانی ذکر اللہ کا۔"

۶۔ "ہوش سنبھال کر اپنے دماغ کے سکرو ٹائٹ کر لیں۔ جب آپ کو کفریہ کلمات کی پہچان نہیں تو میں کیا کروں۔"

۷۔ "اگر ہدایت آپ کے مقسوم میں ہے تو خدا آپ کو ہدایت دے مگر آپ اپنی گندی عادتوں کو چھوڑ دیں۔ میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ آپ پر کتابوں کی جگہ لاٹھیوں کا شوق غالب ہے۔ کیا آپ کے راہبر کی یہ تعلیم ہے۔ جناب کی وہی پرانی رٹ قصاب محلہ دھام نگر میں غنڈہ گردی کا ارادہ قدیمہ ظاہر کرتی ہے۔ کیا یہ مولوی کی شان ہے .... فصاحت و بلاغت تو آپ کی ایسی ہے کہ وعظ میں حقیقتاً نیند آ جائے۔ (جیسا کہ آپ کے راہبر جابجا مدعو، صدر، اور مجاہد کیا کیا نہ بنتے ہیں) آپ تو علم کے مدعی ہیں۔ مگر آپ کی کھوپڑی میں اتنا سمجھ نہیں ہے کہ مولانا احسن الہدیٰ سے مخاطب ہونا اور رنگ جمانا کس قدر مہمل ہے یقیناً مولانا مذکور سے آپ کو گفتگو و کتابت کرنے کی خواہش ہے۔ مگر اول تو صلاحیت پیدا کیجئے تب آپ کا خواب سچا ہوگا۔"

۸۔ "مگر آپ ہیں کہ اپنی حماقت کی کوٹھڑی میں بلبلا ہی رہے ہیں۔ ..... نادان 'بے حیا' آپ ہی بتائیے میں کس کو کہوں۔ آپ گویا زندہ بکر کو آفریں باد بریں جرأت شما۔"

۹۔ "جو فساد نے آپ کے حلقوں میں داخل کئے گئے ہیں وہ میرے مولانا کے نہیں۔ آپ کے رہبر (مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ ناقل) کے منفرد پیروں سے ایک گدی سے نسبت رکھتے ہیں"

"مقامِ اعلیٰ سے بھی خود نامی کرنے لگے"

"آپ جتنے بھی حوالے دیکر اپنے علم کا بھانڈا پھوڑ رہے ہیں مگر مقام مذکور کے الفاظ بالکل صاف ہیں"

۱۰۔ "جھوٹا کون۔ فساد کا بانی کون سائل مفتی یا کوئی اجنبی۔"

(سائل اور مفتی سے مراد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولوی عبدالقدوس صاحب ہیں۔ ناقل)

"اب تو کافی سردی پڑ چکی ہے دماغ درست کرنے کا موقع ہے۔ ہمیں تو آپ کی ہٹ دھرمی کی خاطر آپ کے 'مقام اعلےٰ' کا حوالہ دینا پڑا۔ ورنہ رانچی بریلی وغیرہ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں (رانچی اور بریلی میں پاگل خانے قائم ہیں۔ ناقل) آپ کے رہبر ان جگہوں کے سفر کرتے ہیں۔"

اشتہارات کی جن کا آغاز آپ سے ہے اور آپ کے راہبر کی خوشنودی کیونکہ اشتہارات سے 'مفتی' 'مجاہد' 'صدر' وغیرہ من مانی بننا مقصود ہے۔ میرے مولانا (احسن الہدیٰ صاحب) کو ضرورت نہیں عطر خود گوید۔ مکر و فریب۔ دھوکہ۔ الٹی منطق۔ اصل سوال سے سرپٹ گریزی۔ حماقت و شکست پرستی اوصاف کا ذکر دنیا سن چکی ہے۔ اور آپ لوگ اپنے کردار پر معروف ہیں۔"

تلک عشرۃ کاملہ

اختصاراً یہ دس حوالے ہم نے درج کر دئے ہیں۔ اور طبیعت نہیں چاہتی کہ ان خرافات کا مزید ذکر کیا جائے۔ کیونکہ ہمیں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مباہلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام انی مھین من اراد اھانتک کس شان سے پورا ہوا۔ اس لئے یہ چند حوالہ جات تحریر کر دئے ہیں۔ ورنہ مشتہرین نے تو مولوی صاحب کی وہ مٹی خراب کی ہے کہ مولوی صاحب عمر بھر روتے رہ گئے اور یاد رکھیں گے کہ انہوں نے خدا کے ایک بزرگ کی توہین کر کے کیا نتیجہ پایا۔

ان اشتہارات کے ذریعہ سے مولوی عبدالقدوس صاحب کے کارٹون بھی شائع کئے گئے ہیں جو عبرت کے لئے کافی ہیں۔ کسی کارٹون میں بتایا گیا ہے کہ مفتی بھدرک رشوت لے کر فتوے بکری کرتا ہے اور شریعت میں حیلہ و بہانہ۔ مکر و فریب کو داخل کر کے فتوے بیچنے والے کو سکھاتا ہے کہ چند دنوں کیلئے عیسائی بن جاؤ تاکہ شرعی قیود سے آزادی حاصل ہو سکے اور اسلامی شریعت کے احکام تم پر جاری نہ ہو سکیں۔ اور پھر اپنا مقصد حاصل ہونے کے بعد توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ۔

ایک اور کارٹون میں بتایا گیا کہ مفتی بھدرک کو کورٹ میں گواہی دینے کے لئے بلایا گیا ہے۔ جب حسب معمول مفتی صاحب کو حلف دیا گیا کہ یہ کہو کہ جو کچھ میں کہونگا سچ کہوں گا۔ تو حلفیہ الفاظ کو توڑ مروڑ کر عربی الفاظ کا جامہ پہنا کر یوں کہتا ہے:۔

"میں حلف لیتا ہوں کہ میری گواہی بعید از حقیقت ہوگی۔"

تاکہ عربی نہ جاننے والا حلف دہندہ ان الفاظ کو نہ سمجھ سکے۔ اور جھوٹی گواہی کے لئے گنجائش رہے۔

کارٹون میں صرف 'مفتی بھدرک' کے الفاظ درج ہیں اور مفتی سے مراد مولوی عبدالقدوس صاحب ہی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہی مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے کہنے پر بلال کے خلاف فتوے دیا تھا۔

اسی طرح ایک اشتہار میں دیہاتی اور شہری کا ایک مکالمہ درج کیا گیا ہے۔ جس میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو دیہاتی اور مولوی عبدالقدوس صاحب کو شہری بنا کر وہ مذاق اڑایا گیا ہے اور اس قدر توہین انکی کی گئی ہے کہ اگر ان میں کچھ مادہ حیا ہوتا۔

تو بھدرک کو خیر باد کہہ دیتے۔

مولوی عبد القدوس صاحب مباہلہ کے بعد عوام و خواص کی نگاہوں سے اس قدر گر گئے اور اس قدر ذلیل ہو گئے کہ گذشتہ عید الفطر کے موقعہ پر میاں نیمبلیز کے افراد اور دیگر بہت سے لوگوں نے جو مولوی عبد القدوس صاحب کے پیچھے عیدگاہ میں نماز ادا کیا کرتے تھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔ اس کے برعکس جامع مسجد بھدرک میں شہر کے لوگوں نے نماز ادا کی۔ اور اس سال جامع مسجد میں اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ گذشتہ سالوں میں کبھی اتنا اجتماع نہیں دیکھا گیا۔

عید الفطر اور عید اضحیٰ ہر دو میں اجتماع جامع مسجد میں زیادہ تھا۔ اور مولوی عبد القدوس صاحب کے پیچھے عیدگاہ میں نماز پڑھنے والے لوگ کم تھے۔ مسجد کے ان ملانوں کی آمد کا ایک ذریعہ عیدین بھی ہوتی ہیں۔ کیونکہ جتنے نمازی زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی ان کی زیادہ چاندی بنتی ہے۔ اس لئے جہاں یہ امر مولوی عبد القدوس صاحب کی توہین و ذلت کا باعث ہوا کہ لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز چھوڑ دی، وہاں مالی لحاظ سے بھی مولوی صاحب کو بہت دھکا لگا۔ اسی وجہ سے ان کے گھر پر بھی اس صدمہ کا کافی اثر ہوا۔ ان کی نوجوان لڑکی مالیخولیا میں مبتلا ہو گئی اور اس کے علاج پر بھی تین صد روپیہ صرف ہو گیا۔ مولوی صاحب کا خیال تھا کہ یہ رمضان ان کے لئے اچھی آمد کا باعث ہوگا۔ ان کا ایک لڑکا حافظ ہے اور رمضان شریف میں لمن قبیل پر تراویح پڑھاتا ہے۔ سوچا تھا کہ تراویح کی بابرکت آمد سے لڑکی کی شادی کر دی جائے گی۔ مگر وہ رقم بھی علاج معالجہ میں ڈاکٹروں کی جیب میں چلی گئی۔ اور شادی بھی نہ ہو سکی۔ غرضیکہ ہر طرف سے مولوی صاحب کے لئے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے سامان پیدا ہوئے۔ اور ذلت کا یہ عذاب جس کو عربی زبان میں عذاب ھون کہتے ہیں ان کو اچھی طرح چکھا یا گیا۔ ایک شریف آدمی کے لئے تو ذلت موت سے بھی بڑھ کر ہے۔

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں

"دنیا میں عزت سے زیادہ کوئی چیز نازک نہیں یہ وہ شیشہ ہے جو پتھر پھینکنے سے نہیں بلکہ پتھر پھینکنے کے ارادہ سے بھی چور چور ہو جاتا ہے"

مولوی عبد القدوس صاحب نے مباہلہ کے ڈیڑھ ماہ بعد عید اضحیٰ کے موقعہ پر عیدگاہ میں اعلان کیا تھا کہ سورو میں احمدیوں کے ساتھ مباہلہ ہوا ہے لہٰذا ہمارے لوگوں کو چاہئے کہ ان سے سلام کلام و معانقہ نہ کریں۔ لیکن مولوی عبد القدوس صاحب جو خود مولوی ہیں اور ان کے والد بھی مولوی تھے۔ اور وہ عام نگر اور بھدرک میں ان کی کافی عزت تھی وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ان کی وہ ساری عزت دھواں بن کر نہیں اڑ گئی اور کیا وہ عذاب شدید میں مبتلا نہیں ہوئے؟ احمدیوں کے ساتھ بوجہ مباہلہ آپ نے سلام و کلام ترک کرنے کی تلقین کی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں سے سلام و کلام تو غیر احمدی بھائیوں کا بدستور جاری ہے مگر اس کے برعکس مولوی عبد القدوس صاحب کے ساتھ میاں نیمبلیز کے معزز تعلیم یافتہ طبقہ نے بالخصوص اور دیگر لوگوں نے بالعموم ان سے سلام و کلام کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ کیا یہ عذاب شدید نہیں۔ اور ان سب حالات کا مباہلہ کے بعد ظہور پذیر ہونا سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ ہے اور ضرور ہے۔ مگر اس کے لئے جس کی آنکھیں کھلی ہوں اور دل سمجھتا ہو۔

مولوی عبد القدوس صاحب گذشتہ عید الفطر کے موقعہ پر کئے گئے اعلانات کو یاد کریں۔ آپ نے حاضرین سے دو امور کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کے لئے اعلان کیا تھا۔ ان میں سے ایک امر یہ تھا کہ ہم لوگوں کے درمیان جو آپس میں پھوٹ اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے اس کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کریں

مولوی صاحب دل پر ہاتھ رکھ کر خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ اس اعلان دعا کے بعد ان دعاؤں کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور کیا آپ لوگوں کی آپس کی پھوٹ کم ہوئی یا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مطابق ہر لمحہ بڑھتی چلی گئی۔؟

کچھ آپ نے یہ بھی سوچا کہ خدا تعالیٰ کا یہ غضب آپ لوگوں پر کیوں بھڑکا۔ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

باقی آئندہ

قطعاتِ تاریخہائے رحلت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چل بسے مرزا بشیر احمد ہوا زخمی جگر ۔۔۔ صبر ہی آتا نہیں ہے سُن کے ایسی بد خبر
لیکن اسکو کیا کریں جب حق کی مرضی تھی یہی ۔۔۔ آخرش ہونا وہی تھا جو تھا پہلے سے قدر
آہ وہ خدمتگذارِ احمدیت بے بدل ۔۔۔ رہنمائے قوم ایسے جن کی بالغ تھی نظر
جا رہے ہیں آج خوش ہو کر وہ اپنے رب کے پاس ۔۔۔ کام اپنا ختم کر کے دارِ دنیا چھوڑ کر!
یا الٰہی وہ ملیں جنت میں اماں جان سے ۔۔۔ اور عطا کر دے انہیں فردوس میں اچھا سا گھر

ق

اور مسیحائے زماں کی بھی رفاقت ہو نصیب ۔۔۔ اور رسولِ پاک کی ہو لطف کی ان پر نظر
یاد آتے ہیں مجھے جب انکے لطفِ بیکراں ۔۔۔ خود بخود بہرِ دعائے مغفرت جھکتا ہے سر
ایک تاریخ اب سنِ ہجری و شمسی میں کہو ۔۔۔ جو کہ جاری ہے زعہدِ حضرتِ فضلِ عمر
دیکھ کر جنت میں ہاتف نے وفاؔ سے یوں کہا ۔۔۔ آ گئے مرزا بشیر احمد نبیوں کے قمر

۱۳۴۲ ہجری شمسی

کہو تاریخ ہجری گر سلیقہ ہے ۔۔۔ کہ یہ بھی تعزیت کا اک طریقہ ہے
یہی ہے سالِ رحلت جب وفاؔ دو چند ۔۔۔ شریف احمد بشیر احمد کا صدمہ ہے

۱۳۸۳ ہجری

عبد الستار خاں وفاؔ

ایک زیرِ عمل پروگرام

خاکسار نے جماعتِ احمدیہ ہبلی (میسور) کا ایک عملی پروگرام مرتب کر کے محترم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ جس پر محترم موصوف نے ایک مفید مشورہ دینے کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ

"اگر آپ اپنی طرف سے اس پروگرام کو اخبار بدر میں شائع کروا دیں تو دیگر جماعتوں کو توجہ بھی ہو گی اور ان کی رہنمائی بھی ہو گی۔ اور آپ کی جماعت کو اولیت کا ثواب بہرحال ملے گا"

سو محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ پروگرام بدر میں شائع کیا جا رہا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ یہ پروگرام ستمبر تا دسمبر چار ماہ کے لئے مرتب کیا گیا تھا۔

۱۔ ہر ہفتہ بروز جمعرات (حسبِ سابق) بعد نماز مغرب درس قرآن مجید ہوا کرے گا۔ معقول عذر کے بغیر غیر حاضر رہنے والے افراد کو ۲۵ نئے پیسے لوکل فنڈ میں وصول کئے جائیں گے درس کا وقت ایک گھنٹہ ہوگا۔

۲۔ ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو بعد نماز جمعہ تقریری پروگرام ہوگا۔ عنوان کی اطلاع قبل از وقت احباب کو دے دی جایا کرے گی۔

۳۔ ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو بعد نماز جمعہ اجتماعی تبلیغی پروگرام ہوگا۔ یہ پروگرام گروپ کی شکل میں ہوگا۔ تبلیغ کے لئے موزوں علاقہ کا انتخاب ہر بار باہمی مشورہ سے کیا جایا کرے گا۔ اور شام کو سب گروپوں کی تبلیغی رپورٹ دیکھی جایا کرے گی۔

۴۔ ہر ماہ کے تیسرے جمعہ کو انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا مشترکہ تربیتی اجلاس ہوا کرے گا۔ جس میں تربیت کے تمام پہلوؤں پر غور ہوا کرے گا۔ مثلاً نماز۔ اخلاق۔ سادگی۔ چندہ وغیرہ۔

۵۔ ہر ماہ کے چوتھے جمعہ کو بعد جمعہ لجنہ اماء اللہ کا تربیتی پروگرام ہوگا۔

۶۔ ہر ماہ کی آخری جمعرات کو درسِ قرآن کریم کے اختتام پر (باقی اسی صفحہ کے کالم ۲ پر)

ماہوار عملی پروگرام کا جائزہ لیا جایا کرے گا۔

۷۔ ہر چار ماہ بعد ایک پبلک جلسہ کا انعقاد کیا جائیگا جس کے لئے جماعت کے ہر فرد سے حسبِ استطاعت چندہ ماہوار لیا جایا کرے گا۔

انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تازہ پیغام جو حال ہی میں الفضل میں شائع ہوا تھا اسی کی روشنی اور تعمیل میں یہ پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس کے انچارج مکرم امام حسین صاحب ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ہم دوسروں کے سامنے اپنا نیک عملی نمونہ پیش کر کے ان کے اندر احمدیت کے لئے ایک کشش اور رغبت پیدا کرنے والے ہوں۔ آمین

خاکسار ایچ ایم منڈاسگھر
صدر جماعت احمدیہ ہبلی۔ میسور

صوبہ جموں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

مرتبہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پروونشل امیر جماعتہائے احمدیہ جموں

جموں

صوبہ کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ ختم کرنے کے بعد محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ اور مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس مورخہ ۲۵ ستمبر کی شام کو جموں تشریف لائے۔ ڈاکٹر ایل سی گپتا صاحب پریذیڈنٹ آل جموں و کشمیر سوشل سدھار سبھا جموں نے مولانا صاحبان کو اپنے مکان پر دعوتِ چائے دی نیز خواہش کی کہ ان کے جلسہ منعقدہ ۲۶ ستمبر شام کو وہ جین ہال میں تقریر فرماویں۔ جس کا وعدہ کر لیا گیا۔

چنانچہ حسبِ وعدہ مولانا صاحبان اور خاکسار جلسہ گاہ میں پہونچے۔ جلسہ کی کارروائی زیرِ صدارت شری بمبل منی جی مہاراج شروع ہوئی۔ سب سے پہلے شری رادھا کرشن انند صاحب جنرل سیکرٹری نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور ڈاکٹر ایل سی گپتا صاحب صدر سبھا نے مولانا صاحبان کا تعارف کرایا۔ اور سبھا کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے بڑھتی ہوئی شراب نوشی کے انسداد پر زور دیا۔

اس کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے قومی اتحاد و یکجہتی پر مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے قرآن شریف، احادیث نبی کریم صلعم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام الزمان کی کتب سے قومی اتحاد و یکجہتی کے سنہری اصول بیان فرمائے۔ اور رواداری پر زور دیا۔

مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے سوشل برائیوں کے انسداد پر تقریر فرمائی۔ آپ نے شادی و غمی کی بد رسومات پر جو روپیہ ضائع کیا جاتا ہے اس طرف عوام کو توجہ دلائی خاص کر شراب کے نقصانات پر زور دیا کہ یہ سب برائیوں کی جڑ ہے۔ آپ نے بتایا کہ آج سے پینتیس سال پیشتر موجودہ امام جماعت احمدیہ نے تحریکِ جدید جاری کی تھی جس میں آپ نے سادہ زندگی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اور احمدیوں کو سینما دیکھنے سے بھی منع فرمایا تھا۔ چنانچہ احمدی احباب اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں

مولانا صاحبان کی تقریروں کی تعریف کی گئی۔ چنانچہ جلسہ ختم ہونے کے بعد صدرِ جلسہ نے اپنے صدارتی ریمارکس میں مولانا صاحبان کی تقریروں کی تعریف کی۔ اور شراب کے نقصانات پر روشنی ڈالی۔ یہ تقریریں ٹیپ ریکارڈ مشین میں ریکارڈ کی گئی ہیں سامعین کو مسٹر وکرمیت ساگر نے بھی مخاطب کیا آخر میں ڈاکٹر صاحب نے مقررین اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

جلسہ کے انتظام میں ڈاکٹر صاحب، خاکسار (سیکرٹری سوشل سدھار سبھا) اور جینی دوستوں نے خاص طور پر دلچسپی لی۔

مقامی اخبارات میں بھی مولانا صاحبان کی مدلل تقاریر کی تعریف کی گئی ہے۔

روانگی برائے چارکوٹ

۲۷ ستمبر صبح کو ہم جموں سے روانہ ہو کر چارکوٹ پہنچے۔ احباب جماعتہائے چارکوٹ و کالابن کوٹلی وغیرہ سڑک پر ہار لئے قطار میں معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے منتظر تھے بس رکتے ہی اَھلاً وَسَھلاً وَمَرحبا کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اُٹھی اور مبلغین کرام کے گلوں میں ہار ڈالے گئے بس تو پونچھ کے لئے روانہ ہو گیا اور مولانا صاحبان چارکوٹ ٹھہر گئے۔

تربیتی اجلاس

مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے خطبہ جمعہ پڑھا جس میں آپ نے اعمالِ صالحہ بجالانے پر زور دیا اور جلسوں کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔

رات کو مسجد احمدیہ میں زیرِ صدارت مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ سورۃ والتین پر ایک لطیف تفسیر بیان فرمائی۔

روانگی برائے پونچھ

محترم مولانا صاحبان ۲۸ ستمبر کی شام کو پونچھ پہنچ گئے۔ ان کے استقبال کے لئے احباب جماعت ہائے پونچھ، شیندرہ، چارکوٹ کالابن کوٹلی، ٹائیں اور سونا گلی وغیرہ اڈہ بس پر قطار باندھے ہاتھوں میں ہار لئے کھڑے تھے۔ جونہی بس آئی تو مولانا صاحبان زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ ہندو مسلم سکھ اتحاد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ مولانا صاحبان کو ہار پہنائے گئے اور احباب جلوس کی شکل میں بازار سے ہوتے ہوئے [illegible] بدا احمدیہ پہنچے محترم خواجہ محمد صدیق [illegible]ب فانی نے چند معزز مسلم افسران کو کھانے پر بلایا ہوا تھا جن کے ساتھ متفرق دینی مسائل پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔

شری پنڈت شام لال صاحب انچارج ہیڈ یو سناتن سبھا پونچھ کی درخواست پر خاکسار نے ۲۹ ستمبر کو ان کی صبح کی کتھا میں مکرم قیس مینائی صاحب احمدی شاعر کی ایک نظم "شیام کنہیا" پڑھی جس کو بہت پسند کیا گیا۔

پونچھ میں جلسہ

۱۱ بجے دن جلسہ کی کارروائی عرائض نویس شیڈ میں زیرِ صدارت محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم شیخ حبیب اللہ صاحب مبلغ علاقہ پونچھ نے تلاوت قرآن شریف کی اور مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ نے اپنی افتتاحی تقریر میں مولانا صاحبان کا تعارف کرایا۔ اور قومی اتحاد و یکجہتی پر زور دیا

پہلی تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "احمدیت" پر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے ناواقفیت کی وجہ سے احمدیت پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں سے حوالہ جات دے کر اعتراضات کے مدلل اور معقول جوابات دئے۔ نیز باہمی اتحاد و یکجہتی و رواداری پر زور دیا۔

دوسری تقریر محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے اسلام اور اشتراکیت اور سوشل برائیوں کے انسداد پر فرمائی۔ آپ نے قرآن شریف اور احادیث نبی کریم صلعم کی روشنی میں اسلام کی اصولی تعلیم کو بیان فرمایا اور اشتراکی نظام پر اصولی تنقید فرمائی اور سادہ زندگی اختیار کرنے اور بد رسوم اور منشی اشیاء کے استعمال سے احتراز کی تلقین فرمائی۔

اس جلسہ میں خواجہ محمد صادق صاحب فانی اور خاکسار نے نظمیں پڑھیں $1\frac{1}{2}$ بجے دوپہر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا سامعین نے محترم مولانا صاحبان کی تقریروں کو بہت پسند کیا

اس جلسہ میں شری کھنہ صاحب ڈی سی پونچھ بھی تشریف لائے ہوئے تھے جو شروع سے لے کر اختتامِ جلسہ تک بڑی دلچسپی کے ساتھ تقاریر سماعت فرماتے رہے چنانچہ آپ نے ان تقاریر کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اور خواہش ظاہر فرمائی کہ اس قسم کی تقاریر کی بڑی ضرورت ہے

جلسہ کا انتظام محترم فانی صاحب خاکسار اور دوسرے احباب نے کیا جن میں احمدی اور ہندو دوست بھی تھے۔

پونچھ میں مناظرہ

۲۹ و ۳۰ ستمبر کی شام کو عزیز میر نذیر احمد صاحب کالجئیٹ کی خواہش پر ان کے مکان پر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کا جناب سید احمد صاحب رضوی شیعہ مولوی کے ساتھ نبوت و صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مناظرہ کامیاب رہا۔ حاضری کافی تھی۔ مناظرہ کی تفصیل الگ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل بدر میں شائع کروادیں گے۔ یہ مناظرہ ۲۹ ستمبر کی شام کے پونے چھ بجے شروع ہو کر ۸ بجے شام ختم ہوا۔ اسی طرح ۳۰ ستمبر کو بھی شام کے $5\frac{1}{4}$ بجے شروع ہو کر پونے سات بجے شام ختم ہوا۔

۲۹ و ۳۰ ستمبر کو پروفیسر، لیکچرر، ٹیچر اور تعلیم یافتہ معززین دن رات مسجد میں سوالات اور تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے آتے رہے چنانچہ رات کے نو بجے سے لے کر بارہ بجے تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ سب لوگ محترم مولانا صاحبان کے جوابات سے بہت متاثر ہوتے رہے۔

تقسیمِ لٹریچر

مندرجہ ذیل احباب کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ جناب شری کھنہ صاحب ڈی سی پونچھ۔ خواجہ محمد سلطان صاحب ڈی ایس پی۔ پروفیسر و لیکچرر صاحبان۔ ٹیچر صاحبان۔ ڈی ای او پونچھ۔

محترم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی نے مہمانوں کی رہائش اور کھانے کا انتظام کیا جزاہ اللہ احسن الجزاء

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیز حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امریکہ سے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد مع اہلیہ صاحبہ عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہوئے ۱۰ ر نومبر تک ہندوستان پہنچ رہے ہیں۔ ان کا سفر نیویارک سے انگلینڈ تک بحری جہاز سے اور باقی بذریعہ ہوائی جہاز ہوگا۔ مخلصینِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے اپنے اس ہونہار نوجوان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خیریت سے پہنچا دے۔ اور ان کی آیندہ زندگی دین اور ملک کی خدمت میں گذرے۔ آپ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور مکرم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ایم اے کے فرزند ہیں۔ اور خود بھی مخلص نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں برکت دے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۲۔ مکرم ایچ ایم منڈاسگو سیکرٹری مال شلی نے ایک خوشی پہنچنے پر پانچ روپے مساجد فنڈ میں ارسال کئے ہیں۔ ان کا بیٹا ملازمت کے لئے کوشاں ہے کامیابی کی دعا کی جائے انہوں نے ملازمت ملنے پر پہلی تنخواہ مساجد فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا ہے

ناظر بیت المال قادیان

۳۔ خاکسار کچھ عرصہ سے مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ ان کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے چھوٹے بھائی سید احتشام الدین صاحب جمشید پور میں بعارضہ بخار بیمار ہیں ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار سید صمصام الدین احمد آف سونگرہ مقیم کراچی

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک نشان

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نزیل کنا نور

جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور یا مرسل آتا ہے تو کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ لوگ دونوں ہاتھ پھیلائے اسے قبول کرتے ہوں بلکہ یہ ایک قدیمی سنت ہے کہ اس مامور من اللہ اور اس کی قبیل و کمزور جماعت کو مختلف قسم کی مشکلات و تکالیف کا تختۂ مشق بننا پڑتا ہے لیکن بالآخر کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی کے خدائی وعدہ کے مطابق وہ جماعت ہر قسم کی مخالفتوں پر غالب آکر کامیاب و کامران ہو جاتی ہے اور اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کی آیت قرآنی کے تحت ان الٰہی جماعتوں کے مخالفوں کو ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

چنانچہ یہی حال جماعت احمدیہ اور اس کے مخالفوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے اس کا ایک تازہ اور زندہ ثبوت درج ذیل ہے۔

مالابار میں علاقہ بڈاگرہ Badagara اہل سنت والجماعۃ کا ایک مرکز ہے اور احمدیوں کے شدید معاندین کا ایک گڑھ ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہاں بھی ایک چھوٹی سی جماعت مکرم ایم پی محی الدین صاحب اور ان کے اہل و عیال کے ذریعہ قائم فرمائی۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد بھی بغرض مشن ہاؤس تعمیر ہوئی۔ اس کے بعد اب تک قرب و جوار کے متعصب مسلمان حتی الوسع اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے رہے۔ اسی اثناء میں یعنی ۱۹۵۳ء کے اوائل میں مالابار کے ایک مشہور غیر احمدی واعظ اور احمدیوں کے ساتھ شدید بغض و کینہ رکھنے والے ایک ملا مولوی اے کے ابو بکر صاحب نے مقامی جمعہ مسجد میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک زہر آلود تقریر کی جس کے آخر میں انہوں نے تمام مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے اور ان کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ

"مجھے اس بات نے بے حد تکلیف پہنچائی ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کے درمیان ایک قادیانی کافر و مرتد اپنے اہل و عیال سمیت ایک عرصہ سے رہ رہا ہے۔ یہ بات تمام مسلمانوں کے لئے عار اور ذلت کا باعث ہے ایک مرتد اور کافر کے اردگرد بسنے والے چالیس گھروں پر اس کی وجہ سے قہر نازل ہوتا ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور تمہارا ایمان اب خطرہ میں ہے۔ اس لئے اب یہ تمہارا دینی فرض بن چکا ہے کہ تم اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کو جمع کر کے اس رنگ میں اس قادیانی مرتد کو اہل و عیال سمیت اس علاقہ سے جبراً نکال دو کہ حکومت کوئی مداخلت نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات کو مکمل طور پر منقطع کر کے کلیتہً اس سے بائیکاٹ کردو۔ وغیرہ"

اس ملا کی اس قسم کی زہر افشانی کا مسلمانوں پر بہت گہرا اثر ہوا اور پہلے سے زیادہ ان غریبوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشکار بنانے لگے۔ ان کا صرف یہ مقصد تھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں ان احمدیوں کو اس علاقہ سے نکال دیں۔ اور ان کی مسجد کو ویران کر دیں۔ اور اس طرح اس علاقہ سے احمدیت کا نام و نشان مٹا دیں۔

ان کو اپنی اس کوشش اور سازش میں ایک عارضی کامیابی اس رنگ میں حاصل ہوئی کہ مکرم محی الدین صاحب کی زوجہ ثانیہ جو کہ تاحال غیر احمدی تھی۔ ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی۔ اور دشمنوں کی صف میں جا کھڑی ہوئی۔ اس کے علاوہ ان کے خلاف مختلف قسم کے مقدمات دائر کئے گئے۔ اور ذریعہ معاش کے تمام راستے بند کر دئے۔ بالآخر ان لوگوں کی درندگی اس رنگ میں ظاہر ہوئی کہ مورخہ ۲۴ ؍ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مکرم محی الدین صاحب اور ان کے دو لڑکوں اور دونوں بہوؤں کو اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو مقدمات میں ہار جانے کی وجہ سے گھر سے نکال دیا۔ اب ان کے لئے اس علاقہ میں سوائے خدا کے اور کوئی سہارا نہیں تھا۔ اوپر آسمان اور نیچے زمین چاروں طرف دشمن ہی دشمن جو ہر آن انکی جان کے درپے تھے۔ !!!

اور دوسری طرف مخالفین میں خوشی و مسرت اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اور اپنے مقصد کی کامیابی کے نتیجہ میں ہر بچہ بوڑھا خوشی سے اچھلتا کودتا تھا۔

لیکن ان لوگوں کو کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر ان کی خوشی اور شادمانی کو ماتم میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے

محی الدین صاحب نے اس مسجد کے گرد اپنے ڈیرے ڈال دئے اور اپنی دونوں بہوؤں کو ان کے میکے بھیج دیا۔ اور سینہ سپر ہو کر مخالفت کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی دکھایا کہ ان کے ایک لڑکے نے اسی مسجد کے قریب ایک خوبصورت اور خوشنما گھر تعمیر کیا۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے سے زیادہ عزت اور وقار کے ساتھ اس گھر میں بود و باش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائی الحمد للہ

اس طرح جن کمزور احمدیوں کو مخالفین نے محض قبول حق کے باعث ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے انہیں نوازا اور اس طرح حق کے مخالفین اپنے ارادوں میں خائب و خاسر رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

فَاَنْزَلَ مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ سَكِيْنَةً
عَلٰى صَحْبِیْ وَاللّٰهُ قَدْ كَانَ يَنْصُرُ

یعنی جب میری جماعت ہر دنیوی سہارا سے مایوس اور ہر طرف سے ناامید ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس جماعت پر سکون اور طمانیت نازل فرماتا ہے اور اپنی مدد و نصرت سے انہیں نوازتا ہے۔ اور اس طرح انہیں وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا نمونہ دکھاتا ہے۔

الغرض اس نئے تعمیر شدہ مکان کا افتتاح اور مکرم محی الدین صاحب کی ایک سوتیلی لڑکی کی شادی کی مشترکہ تقریب ۲۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو عمل میں آئی۔ اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے کالیکٹ، کنانور، کوڈالی اور سنگاڈی سے کافی تعداد میں احمدی حضرات آئے ہوئے تھے۔ محترم مولوی بی عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرالہ اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب مبلغ کالیکٹ بھی مدعو تھے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ غیر احمدیوں نے ہمارا بالکل بائیکاٹ کر دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کے قلوب کو ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہندوؤں نے ہر رنگ میں ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہر قسم کی مدد دی

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم مولانا بی عبد اللہ صاحب فاضل کی ایک تقریر کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ شام کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد کے صحن میں لاؤڈ اسپیکر نصب کیا گیا اور خاکسار کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا موصوف نے ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقریر موقعہ و محل کے مطابق فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ پڑھ کر تشریح فرمائی۔ اور فرمایا کہ غور و فکر کرنے والوں کے لئے زمین و آسمان میں کئی نشانات ہیں لیکن یہ لوگ ان نشانات سے یونہی گذر جاتے ہیں۔ اور اعراض کرتے ہیں۔ آپ کی یہ عالمانہ اور سبق آموز تقریر ۱ گھنٹہ تک جاری رہی۔ سامعین نے جن کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل تھی توجہ اور انہماک کے ساتھ تقریر کو سنا۔

اس طرح یہ تقریب خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا ہوا کہ

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ
اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

خطبہ جمعہ بقیہ صـ۲

اور خدا تعالیٰ سے ہدایت پانے کے لئے اور صحیح علم حاصل کرنے کے لئے سورۂ فاتحہ میں بتایا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو

سچی آزادی کا عطیہ

دینے کے لئے قرآن مجید میں یہ وعدہ کیا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

پس یاد رکھو کہ کامل آزادی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان کامل طور پر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ کہ یا اللہ مجھے علم نہیں کہ کونسے خیالات کس نے ڈالے مدرسہ والوں نے یا محلہ والوں نے یا کسی اور نے۔ اس لئے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

تو آپ ہی آزادی کا راستہ دکھا۔ ایسا راستہ جو تحقیق کے بعد قائم ہوا ہو۔ کیونکہ تو ہی جانتا ہے کہ جو خیالات پیدائش سے لوگوں نے اب تک ڈالے ہیں یا ملک کی پیداوار آب و ہوا، ماں باپ، احباب یا دوسرے حالات کا نتیجہ ہیں۔ میں ان میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں کر سکتا۔ اس لئے تو آپ مجھے سچائی اور حقیقت کی راہ دکھا۔ پس حقیقی آزادی کا

ایک ہی علاج ہے

کہ خدا کی طرف جھک جاؤ۔ یہی قرآن سکھاتا ہے اور عقل سلیم بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔ کہ اگر خدا ہے اور ضرور ہے تو اسی راہ سے آزادی نصیب ہو سکتی ہے۔ ورنہ حریت اور آزادی رائے کا دعویٰ اس قیدی سے بڑھ کر نہیں جو جیل سے نہ نکلنے کا نام آزادی رائے رکھتا ہے اور یہ طریق ایسا طریق ہے کہ جس کی کامیابی یقینی ہے جیسا کہ قرآن میں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا میں وارد ہے۔ حقیقی آزادی کی یہی ایک راہ ہے کہ

خدا سے دعا مانگے

اسی پر گھمنڈ کر کے نہ بیٹھ جائے کہ میری رائے آزاد ہے میں نے کھول کر بتا دیا ہے کہ آزادی رائے کا دعوے ایک خیالی دعویٰ ہے۔ ایسی رائے غلامی کی رائے ہے بلکہ میں کہوں گا کہ غلامی سے بھی بدتر۔ اس لئے کہ غلام جانتا ہے کہ میں غلام ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ میں غلام ہوں اور غلام ہو کر اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم سب اس حقیقت کو سمجھیں اور وہ ہم کو بھی آزادی عطا فرما دے جس کو میں عبد اللہ کے لفظ سے تعبیر کرتا ہوں۔ اور اس طرح پر ہم کو وہ مقام عطا کرے جو

عبودیت کا مقام

ہے۔ جہاں تمام برکات اور فضل نازل ہوتے ہیں اور آزادی اور نجات ملتی ہے۔ آمین

(الفضل ۲۳ ؍ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

شذرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

کبوتر دشمنی

معلوم نہیں کہ کبوتر جیسے معصوم پرندے نے اس بیسویں صدی میں آدم اور ڈارون کی اولاد کو کیا ایسا دکھ پہنچایا ہے کہ ہر جگہ اس کے خلاف نفرت پھیلتی جا رہی ہے۔ کچھ دنوں قبل میونسپل کارپوریشن بمبئی نے ساڑھے تین ہزار روپے کا ایک بجٹ منظور کیا کہ کارپوریشن کی تمام کھڑکیوں میں جالیاں لگادی جائیں تا کبوتر اندر نہ آسکیں۔

اب نیویارک امریکہ کی خبر سنئے۔ وہاں چھ لاکھ کبوتروں کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اس معصوم پرندے کا قصور یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس کی بیٹ کی گندگی سے انسان کے دماغ میں سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ نیویارک میں جو دنیا کا دوسرے نمبر کا شہر ہے اور جس کی آبادی پون کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس میں دو آدمی اس بیماری سے ہلاک ہو گئے۔

یہ خبر سن کر میرا جی چاہا کہ ان کبوتروں کے مزار پر خوب ماتم کروں۔ مجھے اس پرندے کے بہت سے اوصافِ حسنہ یاد آگئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تو فرمایا ہے کہ

"تم کبوتر بنو جو اپنی پرواز کے لئے فضا کی بلندی پسند کرتا ہے۔"

(کشتیٔ نوح)

اور آپؑ نے اپنی ایک کتاب کا نام رکھا "حمامۃ البشریٰ"

پھر مجھے حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کا واقعہ یاد آیا کہ جب ایک جگہ سے اسلامی فوج کوچ کرنے لگی تو دیکھا کہ فاتح مصر کے خیمہ میں ایک کبوتری نے گھونسلہ بنا لیا ہے۔ یہ دیکھ کر کسی مسلمان کے دماغ میں سوجن پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ فاتح مصر نے فرمایا کہ اس خیمے میں ایک کبوتری نے، فطرت کے ایک حسین جوڑے نے اپنا گھر بسایا ہے۔ ہم ان کا گھر نہیں اجاڑ سکتے۔ آپ نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا مگر دو مسلمان نوجوانوں کو اس خیمہ کی حفاظت کے لئے وہیں چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ خبردار! کوئی اس خیمے میں پناہ لینے والی کبوتری کو نقصان نہ پہنچائے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اسی خیمے کے آس پاس "فسطاط" نام کا ایک حسین و جمیل شہر آباد ہو گیا۔

یورپ اور امریکہ میں حیوانوں پر رحم کرنے والوں کی ایک انجمن پائی جاتی ہے اس کی شاخ بمبئی میں بھی ہے۔ اور بمبئی میں ایک مرتبہ محض اس انجمن کے ایک ممبر کی شکایت پر عدالت نے ایک شخص کو بارہ روپے جرمانہ کیا۔ قصور یہ تھا کہ وہ دو مرغوں کو اس طرح لے جا رہا تھا کہ ٹانگیں اس کی ہتھیلی میں تھیں اور سر زمین کی طرف لٹک رہے تھے۔ یعنی مرغوں کو لے جانے کا جو عام طریقہ ہے!

ہم نہیں کہہ سکتے کہ نیویارک کی یہ خبر سن کر اس انجمن کے ممبروں نے کوئی فریاد کی یا نہیں میرا خیال ہے کہ اس زمانے میں انسان کو زندگی کی اتنی ہوس پیدا ہو گئی ہے کہ دماغی سوجن کی خبر سن کر جانوروں پر رحم کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں بھی سوج گئے ہوں گے۔

کبوتروں کی بدقسمتی دیکھیے کہ وہ ہمیشہ انسان کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کا گوشت اور خون کئی بیماریوں میں کام آتا ہے۔ یہ انسان کے لئے "نامہ بری" بھی کرتا رہا ہے۔ یہ تو اپنے حسن محبت اور معصومانہ اداؤں میں اس قابل تھا کہ شعراء بلبل کی جگہ اسی سے اپنے خیالات کی بندش فرماتے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے بھی اس کی قدر نہیں جانی۔ نطشے اور اقبال نے بھی سانپ اور شاہین و عقاب کا انتخاب کیا اور کبوتروں کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا کہ ؎

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

هَلْ فِي ذَالِكَ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

پہلوانوں کی خوراک

یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ یہ فری اسٹائل کشتیوں کا دور ہے۔ کچھ دنوں پہلے تک دو بہادر آپس میں ڈوئل لڑا کرتے تھے۔ جس میں جیتنے والا ہارنے والے کو جان سے مار دیا کرتا تھا۔ باکسنگ کا مقابلہ تو ابھی تک ہوتا ہے جو زمانہ وحشت کی کوئی یادگار ہے۔ "فری اسٹائل کشتی" بھی اسی قسم کا ایک مقابلہ ہے اسی لئے اب اس پر بھی پابندی لگانے کا سوال اٹھ رہا ہے۔ یہ کشتی ہے بھی بدلیسی۔ ہم دیسی لوگ تو صرف چت پٹ کا مقابلہ جانتے تھے۔ غلام محمد گاماں نے محض آدھے منٹ میں زبسکو کو چت کر کے "رستم زماں" کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔ مگر اب جو دو پہلوان فری اسٹائل کے اکھاڑے میں آتے ہیں تو سچ مچ معلوم ہوتا ہے کہ دو بھینسے لڑ رہے ہیں۔ سستا سستا کے پانی پی پی کے لڑتے ہیں۔ اور بعض منچلے تو ایسے ہیں کہ اپنے گیسوئے شبگوں میں کنگھی بھی کرتے جاتے ہیں۔ جیسے پال واچن۔

۱۵ ستمبر کو نیشنل اسٹیڈیم کراچی میں بھی کشتی ہوئی۔ زبردست مقابلہ یورپین پہلوان "پال واچن" اور گاماں پہلوان کے بھتیجے اسلم پہلوان کے درمیان تھا۔ خبر شائع ہوئی جو ہونا تھا یعنی اسلم نے تیسرے یا چوتھے راؤنڈ میں مار مار کے پال واچن کو بے ہوش کر دیا۔

اس کے بعد منتظمین نے پہلوانوں سے ان کی خوراک کے متعلق پوچھا۔ تو آپ کو تعجب ہوگا کہ یورپین پہلوانوں نے اپنی خوراک کی کیسی لمبی چوڑی تفصیل بتائی۔ آٹھ گیلن دودھ چار درجن انڈے چار مرغ روزانہ وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب اسلم پہلوان سے اس کی خوراک پوچھی گئی تو اس نے نہ مرغی بتائی اور نہ انڈا۔ بلکہ کہا کہ جو میسر آجاتا ہے صبر و شکر کے ساتھ کھا لیتا ہوں۔ مجھے اس جواب سے بڑی خوشی ہوئی یہ جواب اسلامی اور ایشیائی مزاج سے کتنی مطابقت رکھتا ہے خدا دے تو اچھی سے اچھی خوراک کھائیے۔ مگر طبیعت میں صبر، قناعت اور خاکساری کا مادہ ہونا چاہیئے۔

امریکی نیگرو

یہ خبر ساری آزاد دنیا میں نہایت تعجب سے سنی گئی کہ ۲۸ ستمبر کو واشنگٹن میں امریکی نیگروز نے ایک زبردست جلوس نکالا۔ ان کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ تنخواہ مہنگائی الاؤنس یا بونس میں اضافہ کا مطالبہ نہیں کر رہے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا "بنیادی حقوق"

آپ کو تعجب ہوگا کہ امریکہ جیسے ترقی یافتہ اور جمہوریت پسند ملک میں لاکھوں "نیگرو" انسان کے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ وہ گوروں کے چرچ میں نہیں جا سکتے۔ ان کے بچے گوروں کے اسکول میں نہیں پڑھ سکتے۔ گوروں کے کلب، گوروں کے ہوٹل، ان پر یہ سارے دروازے بند ہیں۔ گویا نیگرو امریکہ کے اچھوت ہیں اور گورے امریکہ کے برہمن!

اس سے ہم کو ایک سبق ملتا ہے وہ یہ کہ محض قانون کے بل بوتے پر کسی قوم کی ذہنیت نہیں بدلی جا سکتی۔ اگر یہ ممکن ہوتا تو آج امریکہ میں کالے اور گورے کا جھگڑا نہ ہوتا۔ امریکی دستور نے ۱۸۶۳ء میں ہی نیگرو کو انسان کے سارے بنیادی حقوق دے دیئے تھے۔ امریکی رہنما ابراہیم لنکن کا یہ ناقابل فراموش کارنامہ ہے کہ اس نے مساوات کی بنیاد پر دستور مرتب کیا۔ اور دفعۃً تیس لاکھ نیگرو کو طوقِ غلامی سے آزاد کرا دیا۔ لیکن آج سو سال کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کاغذی دستور بیکار رہے جب تک اس کو نافذ کرنے کے لئے قوم کے مزاج و ذہنیت میں تبدیلی نہ کی جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر امریکی عوام و رہنما میں زبردست اختلاف ہے۔ عوام تو نیگرو کے ساتھ غیر انسانی برتاؤ کر رہے ہیں۔ مسٹر ٹرومین سابق صدر امریکہ کے متعلق رپورٹ آئی ہے کہ وہ بھی نیگرو کو تمام بنیادی حقوق دینے کے مخالف ہیں۔ ان امریکی عوام و خواص کی تنگ نظری سے امریکہ کے سیاسی حکمران کتنے پریشان رہتے ہیں۔ اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب مسٹر خروشچیف امریکہ کے دورہ پر آئے تو فوراً صدر آئزن ہاور نے ان کے سامنے نیگرو کے متعلق حکومتِ امریکہ کی پالیسی کی وضاحت کی۔ دوسرے الفاظ میں انہوں نے اپنے ایک زبردست حریف کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ امریکی دستور ابھی تک نیگرو عوام کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دلا سکا ہے۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ نیگرو تحریک جوں جوں زور پکڑتی جا رہی ہے سفید فام امریکنوں کا رد عمل بھی سخت ہوتا جا رہا ہے۔ برمنگھم جو نیگرو دشمنی کا گڑھ سمجھا جاتا ہے وہاں تو ایک دن ایک چرچ میں بم پھینک کر چار لڑکیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس واقعہ سے امریکی عوام بہت متاثر ہوئے ہیں اور گوروں میں کالوں کی ہمدردی کا جذبہ بہت ترقی کر گیا ہے۔

لیکن ان خبروں میں سب سے دلچسپ خبر ایک نیگرو مسلمان لیڈر "عالیجاہ" کی ہے کہتے ہیں کہ امریکہ میں تیس چالیس ہزار نیگرو ان کے مرید ہیں۔ ان کی تحریک یہ ہے کہ تم سفید فام امریکنوں کا اسی طرح بائیکاٹ کرو جس طرح وہ تمہارا بائیکاٹ کر رہے ہیں ایک خبر یہ بھی آتی ہے کہ اس پارٹی کے چار نیگرو افسروں کو حکومتِ امریکہ نے اپنے عہدہ سے محض اس لئے معزول کر دیا ہے کہ انہوں نے اسلام اور امریکی حکومت کے مفاد کے تصادم کے وقت اسلام کو ترجیح دینے کا اعلان کیا تھا۔

اس عالیجاہی تحریک کی اصلیت کیا ہے یہ تو اہلِ امریکہ جانیں۔ مگر ہند و پاک میں یہ تحریک پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھی گئی چونکہ اس کی بنیاد بھی نسلی تعصب پر ہے۔ عالیجاہی تحریک سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں پھر امریکہ میں اسلام کے متعلق غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے۔ پہلے تو امریکہ جہاد، تعدد ازدواج اور محمڈ پرستی کی غلط فہمی میں مبتلا رہا۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے مسلمان مفکروں کی کوشش سے ایک حد تک اس غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا ہے۔ مگر اب خطرہ ہے کہ کہیں عالیجاہی تحریک اسلام کے متعلق یہ ذہن نشین نہ کرا دے کہ یہ نسلی تعصب اور طبقاتی تقسیم کا قائل ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو یہ دوسری چوٹ پہلی چوٹ سے زیادہ پرخطر ہوگی۔ اسلام میں نسلی تعصب اور طبقاتی تقسیم کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی طرح نیگرو آفیسروں نے امریکی اور اسلامی مفاد کے تصادم کے سلسلہ میں جو جواب دیا ہے وہ بھی حقیقت پسندی اور اسلامی شعور کے موافق نہیں نظر آتا۔

ان نیگرو مسلمان آفیسروں کو حکومت وقت کے متعلق اسلام کی اصولی تعلیم کا مطالعہ کرنا چاہیئے تھا۔ جب تک کوئی حکومت مسلمانوں کو شعائر اسلامی کی بجا آوری سے جبراً نہ روکتی ہو اس وقت تک مسلمانوں کو سچے دل سے حکومتِ وقت کے ساتھ وفاداری کرنی چاہیئے اور اگر کسی حکومت میں اسلامی شعائر کے خلاف جبر و زور شروع ہو جائے تب بھی مسلمانوں کو ...

ایک عیسائی پادری کی طرف سے صداقت اسلام کا اعتراف

بقیہ صفحہ اوّل

بلکہ ایک رسول برحق کے اس عظیم الشان کارنامہ کا براہ راست نتیجہ تھیں جس کے تحت اس نے عرب کے جاہل، سرکش اور توہم پرست بادیہ نشینوں کو عجز و انکسار، خشیت الٰہی، نیکی و پارسائی، تقوےٰ و طہارت، صوم و صلوٰۃ اور صدقہ و خیرات کے اوصاف حمیدہ سے متصف کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ وہ اس تمنا کا اظہار بھی کر رہے ہیں کہ کاش ! ان کے اپنے معاشرہ کی بھی اسی طرح کامیابی کے ساتھ اصلاح ہو سکے جس طرح کامیابی و کامرانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے انتہائی بگڑے ہوئے فساد زدہ معاشرہ کی اصلاح کر کے دکھا دی تھی۔ پھر وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ ہماری فطری آرزوئیں اور تمنائیں عملاً جس وجود میں تکمیل پذیر ہوتی دکھائی دیتی ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا وجود ہے۔ گویا ان کے نزدیک انجیلی یسوع کی مصنوعی الوہیت بھی اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ کتنا عظیم الشان انقلاب ہے جو آج مغربی اقوام کے ذہنوں میں جنم لے رہا ہے اور اس امر کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہاں بالآخر اسلام غالب آکر رہے گا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آج مغرب میں یہ محیر العقول تبدیلی جس کا آج سے ساٹھ ستر سال پہلے تصور بھی محال تھا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کی برکت اور آپ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ظہور میں آ رہی ہے۔ کیونکہ آپ نے ان مخالف حالات میں ہی اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر اس تبدیلی کے رونما ہونے اور بالآخر وہاں اسلام کے غالب آنے کی بشارت دے دی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا :-

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے۔ بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے۔ اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

نیز آپؑ نے آنے والے اس انقلاب کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہوئے اپنی ایک نظم میں فرمایا :-

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

آج سے ستر سال قبل آپ کی دی ہوئی ان بشارتوں کے عین مطابق اہلِ یورپ کے مزاج میں یکا یک تبدیلی کا رونما ہونا اور اس حال میں ہونا جب کہ آپ کی قائم کردہ جماعت کے سرفروش مجاہدین اسلام دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے اور اسلام کے خلاف معاندین اسلام کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ کی صداقت کی ایک ایسی بیّن دلیل ہے کہ جو آپؑ کے منجانب اللہ ہونے کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ آپ نے دنیا میں عیسائیت کی شکست اور اسلام کی فتح کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جو بشارتیں دی تھیں آج ان کا حرف حرف پورا ہو رہا ہے۔ اور ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ دنیا میں ہر طرف اسلام ہی اسلام ہو گا۔ اور یہ دنیا صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ کیونکہ ہمارا خدا صادق خدا ہے۔ اور اس کی ازلی ابدی صفات میں سے ایک صفت لا یخلف المیعاد بھی ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

درخواستِ دعا

خاکسار کی اہلیہ کافی عرصہ سے ... کے عارضہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں دعائے صحت کے لئے احباب کرام سے درخواست ہے

خاکسار چودھری سعید احمد بی اے آنرز قادیان

مُقامِ عبرت !

اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ کی ایک تازہ مثال

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی - صدر جماعت احمدیہ پونچھ

حال ہی میں تحصیل مینڈھر (پونچھ) سے یہ اطلاع آئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دیرینہ مخالف و معاند مسمّیٰ مولوی عبدالعزیز صاحب دیوبندی جو اپنی درشت کلامی اور بدزبانی میں صاحبِ کمال ہے اور جس کا شب و روز کا مشغلہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی اور استہزاء کرنا ہے۔ گذشتہ مہینہ میں اپنے ہی معتقدوں اور مریدوں نے اُسے مسجد میں منبرِ رسول صلعم سے نہایت بے عزتی کے ساتھ نیچے اتار کر مسجد سے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ اور اس کے پیچھے نماز حرام قرار دی گئی۔ اس ساری کارروائی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے یہ کہہ کر رسول کریم صلے اللہ کی کھلی توہین کی ہے کہ

"حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کو بوقتِ نزع سخت تکلیف ہوئی تھی اور شدید جان کندنی میں پسینہ نکل گیا تھا"

جہاں تک مولوی صاحب کے اس بیان کا تعلق ہے ہمیں اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مولوی صاحب جانیں اور ان کے مرید جانیں۔ مگر مولوی صاحب کی اس طور پر ذلت و رسوائی موجبِ عبرت ضرور ہے کیونکہ یہی مولوی صاحب تحصیل حویلی اور مینڈھر کے مضافات میں گھوم کر ہر جگہ بڑی بے باکی سے خدا تعالےٰ کے سچے مامور کے خلاف سب و شتم میں لگے رہتے۔ اور بسا اوقات اپنی اکثریت کے بل بوتے پر خطبات جمعہ و عیدین اور دیگر دینی محافل میں احمدیوں کی دلآزاری ان کا شیوہ رہا۔ نہ صرف یہ بلکہ موقعہ ملنے پر احمدیوں کو مسجدوں سے باہر نکالنے کا مشغلہ تو عام رہا۔ ان کے اس ناپسندیدہ و مکروہ طریق پر ایک زمانہ گذرتا گیا لیکن آخر خدا کی غیرت حرکت میں آئی۔ اور اسی مسجد اور مقام سے جہاں سے اکثر دفعہ غریب احمدیوں کو دھکے دئے گئے ایک دن ایسا بھی آیا کہ اسی جگہ سے خود مولوی صاحب کو نہایت بے عزتی کے ساتھ دھکے دے کر نکال باہر کیا گیا۔ اس دھکم پیل میں مولوی صاحب کا جُبّہ بھی چاک کر دیا گیا۔ !!

کیا اب بھی مامور وقت کے اس الہام الٰہی کے سچا ثابت ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے جس میں آپ کے مخالفین کی نسبت بتایا گیا تھا کہ اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ - یعنی جو تیری توہین کا ارادہ کرے گا۔ میں خود بھی اسے ذلیل کروں گا۔

پس مبارک ہے وہ انسان جو اس قسم کے واضح نشان کو دیکھ کر نصیحت اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور مامورِ وقت کے ساتھ استہزاء سے توبہ کرتا ہے اور آپؑ کے دعاوی پر غور کرتا ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

تحریک جدید دفتر دوم کے مجاہدین توجہ فرمائیں

تحریک جدید کے دفتر دوم کا انیس سالہ دورِ اوّل ختم ہونے میں اب صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں۔ جن مخلصین نے دورِ اوّل کے تمام سالوں میں حصہ لیا ہے ان کی فہرستیں بنائی جانی زیرِ غور ہیں تاکہ ان کی قربانیوں پر مشتمل یادگاری کتاب مرتب ہو سکے۔

سو ایسے تمام احباب جنہوں نے دفتر دوم میں مالی جہاد کیا ہے۔ ان کے ذمہ کچھ سالوں کا چندہ بقایا ہو تو وہ اس کی ادائیگی کی فکر کریں تاکہ ان کا نام اس یادگاری کتاب میں شائع ہونے سے رہ نہ جائے۔

اب تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہونے ہی والا ہے احباب کوشش فرمائیں کہ ان کے وعدے جو ان کے ذمہ اللہ تعالےٰ کا قرض ہے فی الفور یکمشت ادا ہو جائیں۔ اسی ضمن میں دفتر ہذا سے

بعض احباب پوچھتے ہیں

کہ ۱۔ کیا ہم تحریک جدید دفتر دوم کے گذشتہ سالوں کا چندہ ادا کر کے اس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں؟

۲۔ کیا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا دوسرے بزرگوں کی طرف سے اس تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ؟

۳۔ کیا ہم اپنے مرحوم والدین یا کمسن بچوں کی طرف سے حصہ لے سکتے ہیں؟

ان تمام سوالوں کا جواب ہے۔ جی ہاں۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ نیکی کے کام میں تاخیر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ جماعت کے تمام افراد کو اس میں شمولیت کی توفیق بخشے

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ششماہی اوّل کا اختتام

اور احبابِ جماعت کا فرض!

جیسا کہ ہر احمدی پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ جماعتِ احمدیہ تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور خدمتِ خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے اور یہ سارے کام احبابِ جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ چندہ جات کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم اور ضروری امور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ کا موجب ہوگا۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ لازمی چندہ جات اور دوسری تحریکات کے وعدوں کی سو فی صد ادائیگی کے لئے احبابِ جماعت و عہدیداران کو اخبار بدر۔ سائیکلوسٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ سالِ رواں کی مالی ششماہی اول گذر رہی ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد بہت کم ہوئی ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے۔

مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنے مال کو چھوڑ کر، اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"

نیز فرمایا کہ:۔

یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا موقعہ ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ یہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

اور اسی طرح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی احبابِ جماعت کو مخاطب کرکے اضافہ چندہ جات کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تا کہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جاسکیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور ساری دنیا کی حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا کے نزدیک بڑی نہیں۔"

نیز فرمایا کہ:۔

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندگان کا ہے جو سلسلہ میں داخل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔"

"پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارے میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہونچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فیصدی وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا کے لئے مؤثر کارروائی کرکے ششماہی اول کے واجب چندوں کی وصولی کی کمی کو پورا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کرکے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ آپ کے اموال کو پاک کرتی ہے

حافظ صاحبان جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں

از مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان

رمضان المبارک کا مہینہ جیسے جیسے قریب آرہا ہے مختلف جماعت ہائے ہندوستان سے اس امر کا شدت سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ مرکز ان جماعتوں کے لئے برائے نماز تراویح حفاظ مہیا کرے لہٰذا نظارت ہذا اس اعلان کے ذریعہ سے جماعت کے حفاظ سے گزارش کرتی ہے کہ وہ اس متبرک مہینہ میں اپنی خدمات نظارت ہذا کو پیش کریں۔ اور نظارت ہذا جماعتوں کے مطالبہ کے پیش نظر ان کے تقرر کا فیصلہ کرے گی۔ متعلقہ جماعتیں آمد و رفت کا کرایہ ادا کریں گی اور مناسب حال خدمت بھی کریں گی۔ لہٰذا جماعت کے حافظ قرآن احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

آٹھ عدد گیس لیمپوں کی ضرورت

مرکزی مساجد میں بعض اوقات بجلی کی رَو بند ہو جانے سے موم بتیوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ یا لالٹین سے کام لینا پڑتا ہے۔ نیز گذشتہ جلسہ سالانہ سے ہمارا ایک اجلاس رات کے وقت مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوتا ہے۔ اگر ایسے موقعہ پر بجلی فیل ہو جائے تو پریشانی ہوتی ہے۔ اور موم بتیاں یا لالٹینیں بجلی کی قائمقامی نہیں کرسکتیں۔

اسی طرح ہر سال قافلۂ پاکستان کی آمد و روانگی کے وقت روشنی کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ ضرورت گیس لیمپوں کے ذریعہ ہی بہتر طور پر پوری ہو سکتی ہے۔

اس غرض کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے نظارت ہذا کو اجازت دی ہے کہ جماعت کے مخیر مخلصین کو تحریک کرکے یہ ضرورت پوری کرلی جائے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ سے مستطیع احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں تعاون فرمائیں۔ چونکہ جلسہ سالانہ اب بالکل قریب ہے اور جلسہ سے قبل یہ انتظام ہو جانا ضروری ہے۔ اس لئے جن احباب کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ یا تو خود گیس لیمپ خرید کر ارسال فرمادیں یا فی لیمپ پینتالیس روپے کے حساب سے رقم ارسال فرمادیں۔ اس وقت پیٹرومیکس لیمپ کی امرتسر میں قیمت ۴۵ روپے کے قریب ہے

اللہ تعالیٰ مستطیع احباب کو یہ ضرورت پوری کرنے کی جلد توفیق بخشے۔

مرزا وسیم احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

بہشتی مقبرہ

کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں:۔

۱۔ "میں دعا کرتا ہوں کہ اس میں خدا تعالیٰ برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا"

۲۔ "پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے۔ اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین"

۳۔ "میں پھر تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم۔ اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرضِ نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔"

احبابِ کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم فرمودہ نظامِ وصیت۔ حضور کی مذکورہ بالا دلی دعاؤں سے اور اللہ تعالیٰ کے خاص ارادہ و مشیت سے قائم شدہ بہشتی مقبرہ ایک تحریک ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں یہ ارمان پیدا ہو کہ کاش انہیں خدا کے دین کی خاطر اپنے اموال اور جائدادیں قربان کرنے کا موقعہ ملتا۔ نظامِ وصیت ایک ایسا عظیم الشان نظام ہے جو اشاعتِ اسلام کے لئے اور آئندہ جماعت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھے گا۔ انشاء اللہ

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

درخواستِ دعا

میری والدہ محترمہ بلڈ پریشر کے عارضہ سے بیمار ہیں اور میرے بڑے بھائی احمد میاں اور ان کی اہلیہ صاحبہ بھی کافی دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں احبابِ کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار عبدالرحمٰن خاں - بھاگلپور

درخواستِ دعا:۔ میری تجارتی حالات خراب ہیں۔ نیز میں جسمانی طور پر کمزور ہوں۔ ہمدردانہ امور کی بہتری کے لئے احباب دعا کرکے ممنون فرمادیں۔ محمد منور راقم سیکرٹری انصار اللہ باری پاڑہ گام

تحریکِ جدید کا نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ احباب مطلع رہیں:

خبریں

نئی دہلی۔ ۲۶ر اکتوبر معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن اگلے سال غالباً اپریل میں روس کے دورہ پر جائیں گے۔ آپ وہاں ایک ہفتہ یا دس دن ٹھہریں گے اپریل میں ہی ان کے یوگوسلاویہ کے دورہ پر جانے کا امکان ہے۔ دریں اثنا راشٹرپتی ہر نومبر کو نیپال کے خیرسگالی دورہ پر جائینگے۔

بلگریڈ۔ ۲۶ر اکتوبر۔ یوگوسلاویہ کی وزارتِ خارجہ کے ایک ترجمان نے یہاں کہا کہ یوگوسلاویہ سرکار کی رائے ہے کہ بھارت کا یہ دعویٰ ٹھیک ہے کہ چین بھارت کی طرح کولمبو تجاویز کو مکمل طور پر منظور نہ کر کے اس مسئلہ کے پرامن حل میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ یوگوسلاویہ اس مسئلہ کے حل کے لئے کولمبو طاقتوں کی کوششوں کی سراہنا کرتا ہے۔

کراچی۔ ۲۶ر اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے امریکہ برطانیہ اور پیرس کے دورہ سے واپس آنے پر آج کراچی میں اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امریکہ کے صدر مسٹر کینیڈی اور دیگر امریکن لیڈروں کو بتایا ہے کہ مغربی ممالک بھارت کو جو زبردست فوجی امداد دے رہے ہیں اس سے پاکستان کی سلامتی کو نیا کیا خطرات درپیش ہیں انہوں نے کہا کہ میں امریکی لیڈروں کے ساتھ بات چیت پر جزوی طور پر مطمئن ہوں۔

واشنگٹن ۲۶ر اکتوبر۔ امریکہ کے صدر کینیڈی نے کہا ہے کہ امریکہ مشرقی یورپ کے عوام کی آزادی کی بڑھتی ہوئی خواہش کی حمایت کے لئے تمام پرامن طریقے استعمال کرے گا انہوں نے کہا کہ آزاد دنیا میں کمیونسٹ پروپیگنڈا کی کھلی چھٹی ہے ہمیں نظریاتی لڑائی کا ڈر نہیں ہے لیکن مغربی ممالک کے نظریات اور اطلاعات کمیونسٹ دنیا تک پہنچانے کی آزادی نہیں اور کمیونسٹ دنیا میں لوگوں کو نظریاتی معلومات پر ہی نہیں بلکہ دنیا میں ہونے والے واقعات پر بھی یکطرفہ معلومات مہیا کی جاتی ہیں۔

ارناکلم۔ ۲۶ر اکتوبر۔ آئندہ چند ہفتوں تک ٹریونڈرم کے قریب تھمبا سے بیرونی خلاء کے مطالعہ کے لئے ایک راکٹ پھینکا جائے گا۔ جس سے بھارت میں خلائی سرگرمیوں کا آغاز ہو جائے گا۔

ہمارے ایک درویش بھائی کو صدمہ

ہمارے درویش بھائی حکیم چوہدری بدرالدین صاحب عامل کے والد چوہدری عبدالغنی صاحب جو کافی عرصہ سے جگر کے سرطان کی وجہ سے بیمار چلے آرہے تھے اور میو ہسپتال لاہور میں کافی دنوں تک زیر علاج رہے۔ تقسیم ملک سے قبل مرحوم محلہ دارالبرکات قادیان میں رہتے تھے۔ تقسیم کے بعد سانگھڑ چلے گئے تھے۔ بدرالدین صاحب عامل مرحوم کے اکلوتے بیٹے ہیں جو شروع درویشی سے قادیان میں بطور درویش مقیم ہیں۔ عامل صاحب اپنے والد صاحب کی شدید بیماری کی اطلاع پا کر اگست کے شروع میں پاسپورٹ پر پاکستان گئے تھے۔ اور اڑھائی ماہ تک اپنے بیمار باپ کی خدمت کی لیکن مرحوم اس مہلک مرض سے جانبر نہ ہو سکے اور ۱۷ر اکتوبر کو ربوہ میں وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے انہیں مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمارے درویش بھائی اور دوسرے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

لیڈر بقیہ صہ ۲

"آپ لوگوں کا کام ہے کہ سال میں کم سے کم ایک دفعہ قادیان میں آئیں اور یہاں آ کر ان امور پر غور کریں جو آپ لوگوں کی بہتری کے لئے ضروری ہیں۔ اور آپ کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ پس جب آپ لوگ واپس جائیں تو ہر احمدی کے کان میں یہ بات ڈالیں کہ وہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان چلنے کی کوشش کریں۔ اور دورانِ سال میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ زور سے قادیان آتے رہیں۔ جیسا کہ تقسیم سے پہلے آتے تھے"

الغرض یہ روح پرور کلمات بجائے خود ہر مخلص اور مستطیع احمدی کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی پرزور تحریک کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ آئیں اور ان برکات سے حصہ لیں جو اس بابرکت روحانی تقریب کے ساتھ وابستہ ہیں اور اپنی روحانیت میں جلا پیدا کریں جو اس اجتماع کا لازمی نتیجہ ہے۔ وباللہ التوفیق۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس اجتماع میں شامل ہونے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضلع گورداسپور کی خبریں

گورداسپور۔ (نامہ نگار سے) ڈی سی گورداسپور شری آر ڈی ملہوترہ نے اپنی ماہانہ پریس کانفرنس منعقدہ ۷ر اکتوبر میں بتایا کہ ستمبر میں ضلع بھر میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت تسلی بخش طور پر اچھی رہی۔ جرائم کی تعداد بھی کم رہی۔ جو محکمہ پولیس کی حسنِ کارکردگی کا نتیجہ ہے خوراک کے متعلق آپ نے بتایا کہ گندم اور گندم سے تیار ہونے والی اشیاء کی قیمتیں ایک سطح پر رہیں۔ چینی کی تقسیم راشن کارڈوں پر جاری رہی اور ہر قسم کے دکانداروں کو مناسب مقدار میں چینی کے کوٹے دئے گئے۔ ۲۹۷۴۵ میٹرک ٹن وزنی چاول قیمتی ۱۰۰۴۵۹۰۵ روپے کا چاول مہیا کیا گیا۔ چاول مہیا کرنے میں ہمارا ضلع دوسرے نمبر پر رہا۔ سیمنٹ کی قلت رہی۔ ایمپلائمنٹ کا کام جاری رہا۔

ولادت

مکرم قریشی ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش کے ہاں مورخہ ۲۵ر اکتوبر کو بچی پیدا ہوئی ہے۔ جس کا نام نکہت رکھا گیا ہے یہ ان کا تیسرا بچہ ہے۔ اس سے پہلے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے (ادارہ)

دفتر ہذا سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مینجر بدر قادیان